- کرونا وائرس، احتیاطی تدابیر اور معطل ایجنڈے کی تکمیل
- آسیہ مسیح کی جانب سے اپنے سرکاری وغیر سرکاری حامیوں کے منہ پر طمانچہ
- ہماری حکمت عملی دنیا کو حیران کر دے گی!
- میرا قصور کیا ہے؟
- یوم معاویہ رضی اللہ عنہ کی پذیرائی اور عہد حاضر!
- روزے کی فضیلت (افادات حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)
- کرامات صحابہ کے ایک واقعہ سے حیات مسیح علیہ السلام پر استدلال
- کرونا وائرس اور شرعی نقطۂ نظر

- واقعات امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ضمن میں......
ایک فی البدیہہ شعر اور مولانا منظور مینگل کی روایت کی تصحیح

الحمدللہ بیسمنٹ ہال، دار القرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

☆ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دار الحدیث، دار الاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (3,00,00,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

رابطہ برائے ترسیل زرتعاون: سید محمد کفیل بخاری (ناظم مدرسہ معمورہ)

بذریعہ چیک، ڈرافٹ، آن لائن: بنام مدرسہ معمورہ: اکاؤنٹ نمبر

A/C # 5010030736200010

Branch Code : 0729

THE BANK OF PUNJAB

بذریعہ اے ٹی ایم ٹرانسفر: **07290160065740001**

جلد 31 شمارہ 04 اپریل 2020ء / شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

عنوان		مصنف	صفحہ
اداریہ:	کرونا وائرس، احتیاطی تدابیر اور معطل ایجنڈے کی تکمیل	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	تحریک ختم نبوت کی بین الاقوامی صورتحال اور جناب طٰہٰ قریشی کی گفتگو!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
//	یوم معاویہ رضی اللہ عنہ کی پذیرائی اور عہد حاضر!		
//	یوم امتناع قادیانیت ایکٹ (۲۶/ اپریل ۱۹۸۴ء)		
رپورٹ:	آسیہ مسیح کی جانب سے اپنے سرکاری وغیر سرکاری حامیوں کے منہ پر طمانچہ	خصوصی رپورٹ	9
	فرانس میں بیٹھ کر توہین رسالت قانون کیخلاف مہم چلانے کا اعلان		
دین ودانش:	نور العیون فی تلخیص سیرۃ الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم قسط: ۶	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ تعالیٰ ترجمہ: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر	10
//	روزے کی فضیلت (افادات حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)	حافظ شمس الدین	15
//	کرامات صحابہ کے ایک واقعہ سے حیات مسیح علیہ السلام پر استدلال	افادہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ انتخاب: قائد احرار امام سید ابو معاویہ ابوذر بخاری قدس سرہ	18
افکار:	ہماری حکمت عملی دنیا کو حیران کردے گی!	مولانا محمد شفیع چترالی	20
//	میرا قصور کیا ہے؟	حامد میر	23
//	کرونا وائرس اور شرعی نقطۂ نظر	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	26
//	کرونا: عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے	سجاد ضیغم	32
//	لاچار قوم	سید شہاب الدین شاہ	35
گوشۂ امیر	واقعات امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ضمن میں......	سید محمد کفیل بخاری	39
شریعت:	ایک فی البدیہہ شعر اور مولانا منظور مینگل کی روایت کی تصحیح		
ادب:	حمد	علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ	43
//	نعت	مولانا منظور احمد آفاقی	44
//	سلام عقیدت بحضور گنجینۂ افکار چوہدری افضل حق مرحوم	قاری محمد اکرام	45
//	بادل، بارش اور ہوا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	46
آپ بیتی:	میرا افسانہ (آخری قسط)	مفکر احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ	47
تاریخ احرار:	روداد فسادات فرخ نگر (جولائی ۱۹۴۴ء) (آخری قسط)	مرتب: ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہ اللہ	51
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	مبصر: صبیح ہمدانی	58
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	59
ترحیم:	مسافران آخرت	ادارہ	64

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ---- 300/- روپے

بیرون ملک ---- 5000/- روپے

فی شمارہ ---- 30/- روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم، ڈی، اے چوک ملتان

رابطہ

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

کرونا وائرس، احتیاطی تدابیر اور معطل ایجنڈے کی تکمیل

سید محمد کفیل بخاری

تقریباً دوسو ممالک اس وقت کرونا وائرس کی زد میں ہیں۔گزشتہ تین ماہ سے دنیا بھر کے لوگ ایک ہیجانی کیفیت سے دوچار ہیں اور انسانی زندگی مفلوج ہوکر رہ گئی ہے۔نظر نہ آنے والے ایک چھوٹے سے جراثیم کے آگے دنیا کی ساری سائنس وٹیکنالوجی بے بس اور ڈھیر ہوچکی ہے۔وہ گروہ جو ساری دنیا کو ساتھ لے کر افغانستان پر حملہ آور ہوا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ ایک ہفتے میں سب کچھ تباہ کرکے افغانستان کو کھنڈرات میں تبدیل کردے گا۔آج انھی بین الاقوامی دہشت گردوں کا پورا کنبہ کرونا وائرس کے سامنے لاچار واپاہج ہوکر رہ گیا ہے۔

سوشل میڈیا کے محققین اور تجزیہ وتبصرہ نگار بھانت بھانت کی بولیاں بول کر لایعنی بحثوں کے ذریعے چین، امریکہ، برطانیہ کو اس وائرس کا موجودہ ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ بالفرض اس تھیوری کو مان بھی لیا جائے تب بھی یہ ان ممالک کے اپنے اعمال کی سزا ہے۔چین میں قرآن پاک کے نسخوں کو مسلمانوں کے گھروں سے چن چن کر اٹھایا اور جلایا اور گیا۔سنکیانگ میں مسلمانوں کا قتل عام، اور امریکہ وبرطانیہ کی طویل ظالمانہ استعماری حرکتیں ایک بڑی وجہ ہیں۔عراق و شام فلسطین و افغانستان اور برماو میانمار کے مظلوم و بے گناہ لوگوں پر انسانیت سوز مظالم، اُن کا قتل عام اور نسل کشی اس عذاب کا سبب ہے۔قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے ہی متوجہ فرمایا ہے۔

''خشکی اور تری میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے فساد پھیل گیا ہے۔تاکہ اللہ اُن کو مزہ چکھائے اُن کے بعض اعمال کا کہ وہ باز آجائیں'' (الروم:۴۱)

آہ! کتنے سفاک ہیں وہ لوگ کہ اس مصیبت کی گھڑی میں بے بسی کے باوجود اپنے خالق ومالک کی طرف رجوع کرنے کی بجائے مقابلہ کرنے کی ٹھانے ہوئے ہیں۔یقیناً ظالم اس کا بھی مزہ چکھیں گے اور اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔

وطن عزیز پاکستان بھی کرونا وائرس کی وبا سے متاثر ہوا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دیگر ممالک کے مقابلے میں یہاں کی صورت حال بہت بہتر ہے۔متاثرین بھی کم ہیں اور اموات بھی زیادہ نہیں ہوئیں۔متاثر ہونے والوں کی اکثریت صحت یاب ہورہی ہے۔پاکستان کے وزیر خارجہ جناب شاہ محمود قریشی کا کہنا ہے کہ: ''یہ درست ہے کہ کرونا وائرس تفتان سے ایرانی زائرین کے ذریعے پاکستان میں داخل ہوا، لیکن بعد میں چین اور یورپ سے آنے والے پاکستانیوں کے ذریعے بھی پھیلا''۔سوال یہ ہے کہ تفتان سے پاکستان داخل ہونے والے زائرین کے ٹیسٹ کیوں نہیں کیے گئے؟ انہیں بارڈر پر ہی قرنطینہ میں کیوں نہیں رکھا گیا؟

حکمرانوں نے اپنی روایتی نالائقی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک ماہ بعد قوم کو احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔قوم کو نصیحت کی کہ ایک دوسرے سے فاصلے پر رہیں، مصافحے اور معانقے نہ کریں، زیادہ لوگ جمع نہ ہوں لیکن اجلاسوں، ٹی وی ہاؤسز اور دیگر مقامات پر اس کی خلاف ورزی ہورہی ہے۔جبکہ نزلہ برعضوِ ضعیف کے مصداق مساجد میں نماز باجماعت کو مستقل ہدف بنایا جارہا ہے۔ایک جاہل وزیر نے بھاشن دیا کہ وائرس مذہبی لوگوں کی وجہ سے پھیلا ہے۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

قوم کی دینی قیادت نے سب سے زیادہ حکومتی ہدایات کی حمایت کی اور ان پر عمل کیا۔مدارس بند کردیے، مساجد

میں بھی سنن اورنوافل گھر پر پڑھ کرآنے کی ہدایت کی، لیکن افسوس تعاون کے باوجود انہیں ہی تضحیک وتنقید کا ہدف بنایا گیا۔ تفتان کے زائرین کے حوالے سے انتظامی کوتاہیوں پر ہونے والی بجا تنقید کا بدلہ غریب ومسکین تبلیغی جماعت کونشانہ بنا کرلیا اورحساب برابر کیا گیا۔قرنطینہ کے نام پرانہیں حبس بے جا میں رکھا جارہا ہے۔ٹیسٹ نیگیٹو آنے کے باوجود وہ مساجد میں نظر بند ہیں۔ اللہ بھلا کرے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کا جنہوں نے تبلیغی جماعت کے خلاف ظالمانہ حکومتی اقدامات کی مذمت کی اوران کے حق میں آواز بلند کی۔تب وزیراعلیٰ پنجاب عثمان بزداراورسپیکر پنجاب اسمبلی چوہدری پرویزالٰہی نے بھی نوٹس لیااورتبلیغ میں نکلی ہوئی جماعتوں کے لیے کچھ آسانیاں پیدا ہوئیں۔ورنہ عمران خان اوراُن کی حکومت کی کامیابی اوراُن کے فضائل ومناقب پر مشتمل ٹی وی چینل پر''عزائیہ دعائیں'' کرنے والے توچپ سادھے بیٹھے ہیں۔

طویل لاک ڈاؤن کی وجہ سے کاروبارزندگی معطل ہوکررہ گیا ہے۔غریب دیہاڑی دارمزدورفاقے کررہے ہیں۔سفید پوش طبقہ نےعزت نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکرکسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے۔اس موقع پر دینی طبقہ ہی آگے بڑھا۔مساجد ومدارس سے مستحقین کے گھروں میں راشن پہنچایا گیا۔جمعیت علماءاسلام، جماعت اسلامی، مجلس احراراسلام اوردیگر جماعتوں نے خدمت انسانیت کی عظیم مثال قائم کی۔اس مصیبت میں عورت مارچ والے لبرل، سیکولرآنٹیاں اور آنٹے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوگئے۔قوم نے دیکھ لیا کہ اُن کا حقیقی ہمدرد کون ہے۔

لاک ڈاؤن کے دوران ہماری تربیت یافتہ مہذب پولیس نے قوم کے ساتھ اپنے روایتی رویوں کا جس طرح اظہار کیا وہ بھی بدترین مثالوں میں سے ہے۔ضروری کام سے گھروں سے نکلنے والے لوگوں کواجتماعی شکل میں مرغا بنا کرکان پکڑ وائے گے، باپ بیٹے اوراستاد شاگرد کوسڑکوں پر مرغا بنایا، بڑے بھائی کے منہ پر چھوٹے بھائی سے طمانچے مروائے۔اُن پر لاٹھیاں برسائیں،عورتوں اوربچوں پربھی لاٹھیاں برسائیں اوران تمام مناظر کی ویڈیوز بنا کرسوشل میڈیا پروائرل کی گئیں۔

اب چلے ہیں وزیراعظم ٹائیگرفورس بنانے۔ ہرنئی فورس قائم کرنے اوراس کا انتظامی ڈھانچہ کھڑا کرنے پر بلاوجہ قوم کے لاکھوں کروڑوں روپے ضائع کرنے کی بجائے موجودہ اداروں سے کام کیوں نہیں لیا جاتا؟اگر یہ ادارے ایسے ہی نااہل اور نکمے ہیں توان سےقوم کی نجات کا حکم صادر ہونا چاہیے۔ٹائیگرفورس میں بھرتی کون ہوا ہے۔انصافی یوتھیے اورقادیانی لونڈے۔ انسانیت کی خدمت بہت ہی اعلیٰ کام ہے،لیکن اس کی آڑ میں کفروارتداد کی تبلیغ اورمسلمانوں کے ایمانوں کولوٹنا استعماری ومغربی طریقۂ واردات ہے۔جسے پورا کرنے کے لیے قادیانی ٹائیگرفورس میں بھرتی ہورہے ہیں۔یہ اُن کا پرانا طریقۂ واردات ہے۔

حکمرانوں نے مصیبت وآزمائش کی اس گھڑی کوغنیمت جانا۔اپنے قوم دشمن ایجنڈے کے کئی معطل کام مکمل کیے۔مساجد،نمازیں،نماز جمعہ بند کیے۔اب رمضان المبارک میں تراویح بھی بند کرنے کی خواہش پرعمل درآمد کے لیے پر تولے جارہے ہیں۔پورے ملک میں سناٹا ہے،لوگ گھروں میں کرونائی نظربندی کے ایام گزاررہے ہیں اورنااہل حکمران استعماری ایجنڈے کی تکمیل میں مصروف ہیں۔اگر حالات اسی ڈگر پر چلائے جاتے رہے تومستقبل بہت ہی بھیانک اور خطرناک ہوگا۔غربت سے تنگ آکرلوگ جرائم کریں گے۔چوری ڈکیتی کی وارداتیں بڑھیں گی۔حکومت نے غریبوں کو جو چند ہزارروپے ماہانہ ریلیف دیا ہے اس سے زیادہ بھونڈا مذاق قوم کے ساتھ اورکیا ہوسکتا ہے؟ مہنگائی کم کی جائے کم ازکم تین ماہ کے لیے بجلی وگیس کے بلز معاف کیے جائیں توشاید آئندہ دنوں میں لوگ کچھ سکھ کا سانس لے سکیں گے۔

یہ توبہ واستغفار کا وقت ہے، اللہ تعالیٰ کوراضی کرنے کی مہلت ہے۔مساجد کے دروازے بند نہ کریں اوردین اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کی بددعائیں نہ لیں۔اس راستے پر چلتے رہےتوعذاب شدید ہوگا اورکچھ باقی نہیں بچے گا۔اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو ہدایت دے پاکستان کی حفاظت فرمائے،اس ہولناک وباءکوختم فرمائے، جولوگ متاثر ہوئے ہیں انہیں صحت کاملہ عطاءفرمائے اورجواس مرض سے فوت ہوئے ہیں اللہ انہیں شہادت کارتبہ عطاءفرمائے (آمین)

تحریک ختم نبوت کی بین الاقوامی صورتحال اور جناب طٰہٰ قریشی کی گفتگو!

عبداللطیف خالد چیمہ

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مشترکہ پلیٹ فارم سے خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ سراجیہ) کی قیادت وسیادت میں 1984ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں 26/اپریل 1984ء کو اس وقت کے صدر پاکستان محمد ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت ایکٹ کے ذریعے لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو اسلامی شعائر وعلامات اور مسلمانوں کی اصطلاحات وغیرہ کے استعمال سے ایک آرڈیننس کے ذریعے روک دیا (جو بعد میں تعزیرات پاکستان کا حصہ بنا) تو قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد فرار ہوکر ربوہ سے کراچی اور کراچی سے لندن پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ جس پر ختم نبوت کی جدوجہد سے متعلق جماعتوں اور شخصیات کو فکرمندی ہوئی کہ برطانیہ میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کا سدباب بھی ہونا چاہیے۔ عملاً قادیانی ہیڈکوارٹر ربوہ سے لندن منتقل ہو چکا تھا چنانچہ مجلس احرار اسلام برطانیہ کے سربراہ شیخ عبدالغنی اوران کے فرزند شیخ عبدالواحد کی دعوت پر مجلس احرار اسلام کا دورکنی وفد (حضرت سید عطاء المحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور راقم الحروف) نومبر 1985ء میں برطانیہ پہنچا اور برطانیہ کے طول وعرض میں ختم نبوت کے حوالے سے آگاہی مہم شروع کی۔ پھر ہمارا آنا جانا لگا رہا تا آنکہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے برطانیہ میں ایک مضبوط نیٹ ورک قائم کرلیا جو کسی نہ کسی درجے میں اب بھی متحرک ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جناب عبد الرحمٰن یعقوب باوا اور دیگر حضرات کی انتھک کوششوں سے لندن کے مشہور علاقے سٹاک ویل میں ایک وسیع بلڈنگ دفتر کے لیے خریدلی جو پہلے ایک چرچ ہوا کرتی تھی۔ 1989ء میں ملتان سے جناب طٰہٰ قریشی نامی ایک نوجوان جو مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے تحریک ختم نبوت سے وابستہ ہو چکے تھے۔ اپنی ذاتی مصروفیات کے لیے لندن سیٹل ہوگئے۔ جنھوں نے ختم نبوت سنٹر میں سرگرمیوں کو تیز اور منظّم کیا اور قادیانیوں کے طریق کار کو دیکھا، سمجھا اور پرکھا۔ کئی نشیب وفراز سے گزر کر آجکل وہ تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ برٹش ایمپائر کے باضابطہ ممبر ہیں اور تھینک ٹینک کے طور پر عالمی سطح پر مشہور ہیں۔ چند دن پہلے پاکستان آنے سے قبل لندن سے ان کا فون آیا اور بتایا کہ وہ پاکستان آرہے ہیں اور ملاقات کا کوئی سبب بننا چاہیے۔ میری اور اپنی مصروفیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے 8 مارچ کو انہوں نے بتایا کہ وہ 9 مارچ کو چیچہ وطنی کچھ وقت کے لیے آئیں گے۔

میں نے موقع غنیمت جانا اور ملاقات کے ساتھ ساتھ جناب طٰہٰ قریشی کے اعزاز میں بعد نماز عصر دفتر احرار

جامع مسجد چیچہ وطنی میں ایک عصرانہ تقریب کا اہتمام کیا۔ حکیم حافظ محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ رشیدی اور قاضی عبدالقدیر نے عجلت میں دوستوں کو اطلاع کی۔ جناب طٰہٰ قریشی اپنے بھائی جناب طاہر قریشی اور جناب سید مظفر حسین شاہ کے ہمراہ چیچہ وطنی پہنچے۔ مولانا منظور احمد نے ان کی رہنمائی کی اور مراکز احرار چیچہ وطنی، مسجد ختم نبوت اور مرکزی مسجد عثمانیہ کا وزٹ کرانے کے بعد دفتر احرار جامع مسجد لے آئے جہاں ان کا احرار دوستوں نے پر جوش استقبال کیا۔ عصر کی نماز کے بعد شہر کی ممتاز شخصیات اور احرار کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی سطح پر نئی صف بندی ہو چکی ہے اور ساری ترتیب بدل چکی ہے۔ نہایت ہی عقل مندی کے ساتھ مذہبی قوتوں کو بین الاقوامی حالات و واقعات کو ملحوظ خاطر رکھ کر اپنا راستہ بنانے کی ضرورت ہے اور مرزائی مذہب میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے حرمتی اور توہین کس طرح مذہبی عقائد میں شامل ہے، اِس کو آج کی دنیا میں اُجاگر کرنے کی ضرورت پہلے سے بڑھ گئی ہے۔

طٰہٰ قریشی نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدو جہد پر پڑنے والی گردوغبار کو ہم بین الاقوامی سطح پر صاف کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم اور اکابر احرار و ختم نبوت کی لازوال جدوجہد سے جو ماحول اور مراکز بنے آج اُس کا پھل ہم کھا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی تعلیمات کی اشاعت واظہار کے لیے ہمیں کسی صورت معذرت خواہانہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اعتماد کے ساتھ دین حق کے پیغام کو آگے پہنچانے والے بن جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ آئین کو نہ ماننے والے آئینی تحفظ کا مطالبہ نہیں کر سکتے جیسے کہ قادیانی کمیونٹی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت کو کالا قانون کہنے والے معاشرے میں اشتعال اور کشیدگی کا موجب بن رہے ہیں۔ ان کی زبانوں کو قانون خود لگام دے تو یہ بہتر راستہ ہے۔ ورنہ لوگوں کا اشتعال میں آنا فطری بات ہے۔

انہوں نے کہا کہ قربانیاں تو شہداء ختم نبوت اور مجاہدین ختم نبوت نے دیں۔ 1974ء میں قومی اسمبلی میں بحث اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے کی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت بھٹو مرحوم کے دور میں قرار دیا گیا۔ جبکہ اس پر مزید قانون سازی صدر محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور میں کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی بین الاقوامی سطح پر لابنگ کے ذریعے امت مسلمہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہمیں بھی اب نئے مورچوں پر کھڑا ہونا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ہمیں کہا جانے لگا کہ ختم نبوت کے ادارے بند کیے جائیں۔ یہ اصل میں قادیانی اثر ونفوذ اور پراپیگنڈے کا نتیجہ تھا۔ لیکن ہم نے اللہ کی توفیق سے ہمت کی اور برطانوی حکومت کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہوگئے۔ قادیانی غلط پراپیگنڈہ کر رہے ہیں اور حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں کہ ہم دہشت گرد ہیں یا یہ کہ ہم برطانیہ کے امن کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے اس کے لیے قانونی جنگ لڑی اور بالآخر قادیانیوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ لیکن لابنگ اور ذہن سازی کی یہ قانونی جنگ طویل بھی ہے اور مسلسل جاری بھی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے برطانوی حکومت کو باور کرایا کہ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے جس کو ہم کسی صورت پس پشت نہیں ڈال سکتے۔ قادیانی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں اور پوری دنیا کے مسلمان اس پر متفق ہیں کہ قادیانیوں کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں تو پھر یہ کس بنیاد پر اسلام کا کلیم کرتے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بہرحال بہت سارے اداروں اور مقتدر شخصیات کی سمجھ میں یہ بات ایک حد تک تو آ گئی لیکن ابھی یہ سفر جاری ہے اور اس کے لیے بڑا ذہن اور بڑی محنت درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نصرت فرمائیں اور ہم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کی اس جدوجہد کو باور ہوتے دیکھ لیں آمین۔

راقم الحروف نے اپنے کلمات میں جناب طٰہٰ قریشی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام کی برپا کردہ تحریک ختم نبوت پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اور آج کا ماحول ہم سے متقاضی ہے کہ آئین و قانون کی بالادستی کے لیے پر امن جدوجہد کو ترتیب دیں اور استعماری ایجنڈے اور قادیانی سازشوں کے جال کو سمجھ کر رد کریں، استقبالیہ تقریب میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی، تلاوت قرآن پاک کی سعادت حافظ محمد جاوید نے حاصل کی جبکہ حافظ محمد احسن دانش نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی اور نظامت کے فرائض حکیم حافظ محمد قاسم نے ادا کیے۔ مرد احرار شیخ عبدالغنی، اکرام الحق سرشار، پروفیسر محمود احمد، پروفیسر محمد افضل طیار، پیر جی عبدالقادر رائے پوری، چودھری عبدالرزاق ایڈووکیٹ، چودھری خادم حسین وڑائچ ایڈووکیٹ، ڈاکٹر خالد حمید، مولانا منظور احمد، قاری محمد قاسم، رانا قمر الاسلام سمیت شہر کی سرکردہ شخصیات نے بھی شرکت کی۔

بعد ازاں طٰہٰ قریشی نے تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال پر راقم الحروف سے تبادلۂ خیال کیا اور بتایا کہ ختم نبوت سنٹر لندن میں نہایت مثبت بنیادوں پر کام اور سرگرمیاں جاری ہیں جبکہ قادیانی اور قادیانی نواز لابیوں کا پروپیگنڈا دم توڑ رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ العالی جیسی شخصیات ختم نبوت سنٹر لندن کی سرپرستی کر رہی ہیں اور بہت سارے اکابر علماء و مشائخ سے مفید مشاورت رہتی ہے۔ اس موقع پر اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ پاکستان سمیت دنیا بھر میں قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کے لیے محنت کو حکمت، بصیرت اور استقامت کے ساتھ از سر نو ترتیب دینے کی ضرورت ہے اور ہم باہمی تعاون سے اس سلسلے کو آگے بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر صورتحال کا صحیح ادراک کر کے اپنی اس جدوجہد کو اور زیادہ منظم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یوم معاویہ رضی اللہ عنہ کی پذیرائی اور عہد حاضر!

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق ''ان کے سب صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، جس کی

پیروی بھی کی جائے گی وہ ہمیں جنت میں لے جائے گی''۔خلیفۂ راشد و برحق ششم سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا منصب صحابیت، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری، حکمرانی کا قرینہ اور فتوحات اسلامی اپنی مثال آپ ہے۔ امسال ۲۲ ر رجب المرجب ۱۴۴۱ھ کو یوم معاویہ رضی اللہ عنہ کے موقع پر سوشل، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جس اہتمام کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر آیا ہے، وہ ہم کارکنان تحریک مدح صحابہ کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ ہمت افزا اور تازگیٔ ایمان کا سبب ہے۔آج سے ۵۹ ر برس قبل ہمارے سید و قائد جانشین امیر شریعت قائدِ احرار امام اہلسنت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے برصغیر میں سب سے پہلے ملتان میں ''یوم معاویہ'' منانے کا اعلان کیا تو اپنے اور بیگانے سبھی سیخ پا ہوگئے۔لیکن شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ اوالعزمی کے ساتھ جمے اور ڈٹے رہے ہتھکڑیاں لگیں جیل گئے لیکن پایۂ استقلال میں ذرہ برابر کمی نا آئی، جماعت پر پابندی کے دنوں میں ''مجلس خدام صحابہ'' کے نام سے احیائے اسمائے صحابہ کی ایسی ملک گیر تحریک چلائی کہ اب پوری دنیا میں معاویہ،معاویہ کی گونج صحیح العقائد اہلِ ایمان کی سماعتوں کو مہکا رہی ہے۔

کس کس جگہ سے ان کو نکالو گے ظالمو!

اندر معاویہ ہے تو باہر معاویہ

اس مرتبہ ''یوم معاویہ'' کے موقع پر جماعت اسلامی پاکستان کے امیر جناب سراج الحق کا ویڈیو پیغام بھی میڈیا کی زینت بنا جو اُمت کے اجماعی و متفقہ عقائد کی عکاسی کرتا ہے۔راقم الحروف نے قائد احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی اور مجلس احرار اسلام کی جانب سے ان کو مبارکباد دی اور شکریہ ادا کیا کہ اتنے مشکل موضوع پر آپ نے جو گفتگو فرمائی ہے اس سے اہلِ سنت والجماعت کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔جناب سراج الحق نے کہا کہ وہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، وحی کے کاتب ہیں، حکومت، جنگ اور صلح جو کچھ بھی سیکھنا ہو، اس کی تعلیم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے کردار سے ملے گی۔اس پر محبان صحابہ اور خصوصاً احرار حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اللہ ان کو سلامت با استقامت رکھے۔آمین۔اس کے ساتھ ''سماء نیوز'' کی اینکر پرسن محترمہ کرن ناز نے ۱۸ ر مارچ ۲۰۲۰ء، ۲۲ ر رجب المرجب ۱۴۴۱ھ کے دن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار اور حسب نسب کے حوالے سے جو گفتگو کی وہ تاریخ کے ایک خوشگوار موڑ کے طور پر ہمیں ہمیشہ یاد رہے گی۔ بڑے شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ (جانشین امیر شریعت امام اہل سنت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری) فرمایا کرتے تھے کہ اس مشکل کام کے لیے تم لوگ لگے رہو بالآخر نتیجہ تمہارے سامنے آجائے گا۔سوان کا لگایا ہوا پودا آج تن آور درخت بن چکا ہے جس کی خوشبوئیں چہار سو پھیل چکی ہیں اور ہمارا انتظارِ بہار اب عالم واقعی میں مکمل ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔الحمد اللہ مجھے یہ خود اعزاز حاصل ہے کہ سیرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں تقریر کرنے پر انسداد دہشت گردی کورٹ میں ملتان میں مقدمہ چلا اور اللہ کے فضل و کرم

سے بری ہوا، سفر جاری ہے اور ہمارا یقین ہے کہ

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت نبی کے یاروں سے

یوم امتناع قادیانیت ایکٹ (۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء)

فتنہ ارتداد مرزائیہ کے قلع قمع کے لیے تقریباً ۹۰ سالہ جدوجہد بارآور ہوئی اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو ایک طویل بحث کے بعد ملک کی ساتویں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ لیکن بہت سے آئینی تقاضے باقی رہے جس بناء پر قادیانی اپنے آپ کو نہ صرف مسلمان لکھتے اور کہتے بلکہ اسلامی شعائر و اصطلاحات بے دریغ استعمال کرتے اور اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دیتے رہے۔ تا آنکہ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو صدرِ پاکستان محمد ضیاء الحق مرحوم نے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور ظاہر کرنے پر پابندی لگادی۔ یہ آرڈیننس بعد میں تعزیرات پاکستان کا حصہ بن گیا۔ اور قانون کی کتابوں میں یہ آرڈیننس بلا استثناء و بلا ابہام نافذ العمل ہونے کے لیے درج ہے۔ لیکن چناب نگر سمیت ملک بھر میں قادیانی اس قانون کی دن رات خلاف ورزی کررہے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی مقامات پر کشیدگی بھی جنم لے چکی ہے لیکن قانون نافذ کرنے والے ادارے قانون کی عمل داری کو یقینی نہیں بناتے۔ امریکہ و یورپ اور بین الاقوامی ادارے اور این جی اوز قانون تحفظ ناموس رسالت اور قانون تحفظ ختم نبوت کے مسلسل تعاقب میں ہیں۔ بین الاقوامی وفود پاکستان کے قومی و سرکاری سرمائے اور وسائل پر اسلام اور وطن کے خلاف محاذ تیز کئے ہوئے ہیں۔ ایسے میں ریاستِ مدینہ کے دعویدار حکمرانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے قادیانی وائرس کا خاتمہ کریں اور آئین کی حکمرانی اور قانون کی بالادستی کو یقینی بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر اسلام اور وطن کی حفاظت کرنے کی توفیق سے نوازیں آمین یارب العالمین!

آسیہ مسیح کی جانب سے اپنے سرکاری وغیرسرکاری حامیوں کے منہ پر طمانچہ

فرانس میں بیٹھ کر توہین رسالت قانون کیخلاف مہم چلانے کا اعلان

خصوصی رپورٹ

آسیہ مسیح کی پاکستان سے بیرون ملک روانگی سے پہلے ہی خدشات ظاہر کیے جا رہے تھے کہ بیرون ملک جا کر وہ پاکستان کیخلاف استعمال ہوگی، یہ خدشات اب حقیقت بن گئے ہیں، توہین رسالت کے الزام میں ماتحت عدالت اور لاہور ہائی کورٹ سے سزائے موت پانے اور پھر سپریم کورٹ سے بریت کے بعد بیرون ملک جانے والی آسیہ نورین کو پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت کا قانون تبدیل کرنے کے لیے استعمال کرنے کا آغاز ہوگیا ہے۔ آسیہ مسیح نے گستاخان رسالت کے خلاف قانون بدلنے کی باقاعدہ مہم کا آغاز چینل فرانس 24 کو دیئے گئے ایک انٹرویو سے کیا، انٹرویو میں اس نے وزیراعظم عمران خان سے مطالبہ کیا کہ وہ قانون رسالت ختم یا تبدیل کریں۔ ایک مسیحی جریدے کو انٹرویو میں آسیہ نے تحفظ ناموس رسالت سے متعلق قوانین کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور کہا کہ فرانس میں بیٹھ کر وہ اس قانون کیخلاف جنگ کی قیادت کرنا چاہتی ہے۔ یہ انٹرویو فرانسیسی صدر ایمانوئل میخون سے ملاقات کے وقت ریکارڈ کیا گیا۔ اس انٹرویو میں صدر ایمانوئل میخون نے آسیہ کی پناہ کی درخواست کی غیر رسمی منظوری بھی دی جس کا باضابطہ فیصلہ ایک کمیٹی کریگی۔ آسیہ نے فرانس کے صدر سے ملاقات کے بعد اپنی زندگی کی پہلی پریس کانفرنس بھی کی جس پر اس کے حامی بعض مسیحی مذہبی جرائد نے خاصے اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ آسیہ نے توہین رسالت قانون پر انٹرویو کے دوران ڈھکی چھپی تنقید کی مگر فرانسیسی صدر سے ملاقات کے موقع پر وزیراعظم عمران خان کا نام لے کر کھلے الفاظ میں اس کی مذمت، خاتمے اور تبدیلی کا مطالبہ کیا۔ انٹرویو کے آغاز میں آسیہ ایک مظلوم عورت کے طور پر سامنے آئی پھر کہا کہ وہ 8 سال جیل میں رہی ساتھ ہی بات بدلی اور 10 سال جیل میں رہنے کا دعویٰ کیا، جیل میں محافظوں کے تشدد کا بھی الزام لگایا، انٹرویو کرنے والے نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کہ محض پانی کے جھگڑے پر توہین رسالت کا مقدمہ بنایا گیا۔ آسیہ نے کہا کہ جو میرے ساتھ ہوا وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی ہو رہا ہے، تبدیلی آنی چاہیے اور ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ ایک جریدے کو انٹرویو میں اس نے کہا کہ کسی کو بھی توہین پر سزا نہیں ہونی چاہیے میرے خیال میں اسلام میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ پوپ اور ہم سب مل کر مذہبی آزادی کی دعا کریں، آسیہ نے بالآخر آزاد کے عنوان سے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس میں دعویٰ کیا ہے کہ دوران قید اس پر اسلام قبول کرنے کے لیے دباؤ ڈالا گیا مگر وہ اپنے عقیدے پر ڈٹی رہی آسیہ نے اسلام اور پاکستان کے ساتھ فرانس میں مقیم تارکین وطن کے بارے میں نفرت کا اظہار کیا۔ جس بڑے پیمانے پر آسیہ کے انٹرویو شائع ہو رہے ہیں اور ان میں نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے خدشہ ہے کہ تارکین وطن پاکستانیوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے۔

(روزنامہ خبریں لاہور صفحہ اول 16 / مارچ 2020ء)

نورالعیون فی تلخیص سیرۃ الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم قسط:۶

علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ تعالیٰ مترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ، آپ شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک لے کر گئے (۱)۔ نجاشی کا نام اصحمہ تھا، یعنی عطیہ (۲)۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خط کو سرآنکھوں پر رکھا، تخت سے اترے اور اسلام قبول کرلیا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں فوت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ ادا کی (۳)۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ قیصر شاہ روم کی طرف گئے، (۴) اس کا نام ہرقل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال معلوم کرنے پر اسے یقین ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں۔ اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا لیکن رومی سرداروں نے اس کی موافقت نہ کی، جس پر وہ اپنی حکومت جانے کے ڈر سے قبولِ اسلام سے محروم رہا۔ (۵)

حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ، آپ شاہِ فارس کسریٰ ملعون کی طرف گئے، (۶) اس بدبخت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گا۔'' (۷)

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ، آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر (شاہِ مصر) مقوقس کی طرف گئے۔ (۸) وہ اسلام لانے کے قریب ہوا (لیکن مسلمان نہ ہوا)۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو باندیاں حضرت ماریہ اور شیرین رضی اللہ عنہما اور دلدل نامی سفید خچر ہدیہ کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خز کے بیس کپڑے اور ہزار دینار بھی ہدیہ میں بھیجے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، آپ عمان کے شاہان: جیفر اور عبد، پسران الجلندیٰ کے پاس گئے، وہ دونوں بھائی مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ انھوں نے صدقات کی وصولی اور عہدۂ قضا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو سونپ دیا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے تک وہیں رہے۔

حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ، آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر والی یمامہ ہوذہ بن علی کی طرف گئے۔ (۹) اس نے ان کا اکرام کیا اور نبی اکرم صلی اللہ کے خط مبارک کے جواب میں لکھا: ''کیا ہی اچھی ہے وہ چیز

جس کی طرف آپ بلاتے ہیں۔ میں اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں، آپ کچھ اختیار میرے سپرد کر دیجیے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو رد فرما دیا اور ہوذہ نے اسلام قبول نہ کیا۔

حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک لے کر بلقاء کے حاکم الحارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس ملک شام گئے۔(۱۰) اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط مبارک کو پھینک دیا اور کہا کہ میں ان سے مقابلہ کے لیے جاتا ہوں۔ لیکن شاہ روم قیصر نے اس کو روک دیا۔

حضرت المہاجر بن ابی امیہ المخزومی رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک لے کر شاہ یمن الحارث الحمیری کی طرف گئے۔(۱۱)

حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ، شاہ بحرین المنذر بن ساویٰ (۱۲) کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر گئے، انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔(۱۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا، ان حضرت کی تبلیغ کی برکت سے اہل یمن اور ان کے بادشاہ کسی جنگ وجدل کے بغیر ہی مسلمان ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کُتّاب (کاتبوں) کا بیان:

ان حضرات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔

خلفائے اربعہ (حضرت ابوبکر صدیق، عمر بن الخطاب، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم)

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ (۱۴)

حضرت عبداللہ بن الارقم رضی اللہ عنہ (۱۵)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ (۱۶)

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ (۱۷)

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ (۱۸)

حضرت حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہ (۱۹)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۲۰)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (۲۱)

اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ (۲۲)

مجرموں کی سزائے موت پر عمل درآمد کرنے والوں کا بیان:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (۲۳)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (۲۴)

حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح رضی اللہ عنہ (۲۵)

اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ (۲۶)

یہ حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مجرموں کی گردنیں مارا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نجباء صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت ابوذر، حضرت المقداد، حضرت سلمان، حضرت حذیفہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمار اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

عشرہ مبشرہ کا بیان:

وہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم جن کو دنیا میں جنت کی بشارت ملی، وہ یہ ہیں:

خلفاءِ اربعہ (حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عثمان ذی النورین، حضرت علی)، الزبیر بن العوام، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، سعید بن ابوزید، ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہم۔ (۲۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریوں اور جانوروں کا بیان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دس گھوڑے تھے (ان کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں) وہ یہ ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا ''السکب'' ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد میں اس پر سواری فرمائی۔ اس گھوڑے کی پیشانی سفید تھی۔ اس کی تین ٹانگیں سفید اور دائیں ٹانگ بدن کے ہم رنگ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام ''المرتجز'' ہے، یہ وہی گھوڑا ہے جس کے لیے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شہادت دی تھی (۲۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام ''لزاز'' ہے، یہ گھوڑا مقوقس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام ''اللحیف'' ہے۔ یہ گھوڑا حضرت ربیعہ بن ابی البراء (۲۹) رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام ''الظرب'' ہے۔ (۳۰) یہ گھوڑا فروہ الجذامی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ (۳۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام ''الورد'' ہے۔ یہ گھوڑا حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کیا تھا۔ (۳۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام ''الضرس'' اور ایک گھوڑے کا نام ''ملاوح'' ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام ''سبحہ'' ہے۔ اس نے ایک مقابلہ میں سبقت حاصل کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام ''البحر'' ہے۔ یہ گھوڑا آپ صلی اللہ علیہ نے یمن کے تاجروں سے خریدا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سوار ہوکر ۳ بار گھڑ دوڑ میں سبقت حاصل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے منہ پر پھیرا اور فرمایا:

''یہ تو دریا کے پانی جیسا سبک رفتار ہے''۔ (۳۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین خچر تھے:

ایک کا نام ''الدلدل'' ہے، یہ وہ خچر ہے جو مقوقس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا۔ اسلام میں یہ پہلا خچر ہے جس پر سواری کی گئی۔

ایک کا نام ''فضہ'' ہے، یہ وہ خچر ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کیا تھا۔

ایک خچر کا نام ''الایلیہ'' ہے، یہ خچر شاہ ایلہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ''یعفور'' نامی ایک گدھا بھی تھا۔

ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ جس سے ثابت ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی گائے یا بھینس رہی ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غابہ (۳۴) نامی مقام پر دودھ دینے والی بیس اونٹنیاں تھیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بنی عقیل کے جانوروں میں سے ایک اونٹنی ہدیتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی تھی۔ (۳۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ''قصواء'' نامی اونٹنی بھی تھی، یہ وہ اونٹنی ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ اس اونٹنی کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ نزول وحی کے وقت صرف یہی ایک اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا سکتی تھی۔

ایک قول کے مطابق مذکورہ اونٹنی ''العضباء'' تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی کا نام ''الجدعاء'' ہے، یہ وہی اونٹنی ہے جو مقابلہ میں پیچھے رہ گئی تھی۔ یہ بات مسلمانوں کو ناگوار گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں جس چیز کو بلند فرماتے ہیں، اسے نیچا بھی کرتے ہیں''۔(۳۶)

ایک قول یہ بھی ہے کہ پیچھے رہ جانے والی اونٹنی کوئی اور تھی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو کے قریب بھیڑ بکریاں تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ''غیثہ'' نامی بکری تھی، جس کا دودھ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مختص تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سفید مرغ تھا۔

حواشی

(۱)۔المصباح المضی فی کُتّاب النبی الاُمی صلی اللہ علیہ وسلم، ابن حدیدہ الانصاری، ص:۱۴۳، ۱۴۴ (۲)۔عربی زبان میں اصحمہ کا مطلب عطیہ ہے۔(۳)۔صحیح بخاری، حدیث نمبر۱۲۴۵، صحیح مسلم، حدیث نمبر۹۵۱، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر۳۲۰۴ (۴)۔المصباح المضی ، ابن حدیدہ الانصاری، ص:۱۳۱، ۱۳۲ (۵)۔صحیح مسلم، حدیث نمبر۱۷۷۳ (۶)۔المصباح المضی ، ابن حدیدہ الانصاری، ص:۱۳۷، ۱۳۸ (۷)۔صحیح بخاری، حدیث نمبر۶۴ (۸)۔المصباح المضی ، ابن حدیدہ الانصاری، ص:۱۲۶، ۱۲۷ (۹)۔ایضاً ص:۱۳۳ (۱۰)۔ایضاً ص:۱۳۳، ۱۳۴ (۱۱)۔ایضاً ص:۱۵۶ (۱۲)۔اُسد الغابہ، ابن الاثیر:۴/ ۱۹۴ (۱۳)۔المصباح المضی ، ابن حدیدہ الانصاری، ص:۱۴۲ (۱۴)۔ایضاً، ص: ۸۷، ۸۸ (۱۵)۔ایضاً، ص:۸۹ (۱۶)۔ایضاً، ص:۴۴، ۴۵ (۱۷)۔ایضاً، ص:۵۰، ۵۱ (۱۸)۔ایضاً، ص:۵۸ (۱۹)۔ایضاً، ص:۵۳ (۲۰)۔ایضاً، ص:۶۰، ۶۱ (۲۱)۔ایضاً، ص:۱۰۶۔۱۱۵ (۲۲)۔ایضاً، ص:۶۸، ۶۹ (۲۳)۔اُسد الغابہ، ابن الاثیر:۲/ ۲۰۹۔۲۱۲ (۲۴)۔ایضاً، ۴/ ۸۳، ۸۴ (۲۵)۔ایضاً، ۲/ ۵۰۶، ۵۰۷ (۲۶)۔ایضاً، ۴/ ۱۸۴ (۲۷)۔سنن ترمذی، حدیث نمبر ۳۷۴۷ (۲۸)۔اُسد الغابہ، ابن الاثیر: ۲/ ۱۱۹۔۲۰ (۲۹)۔الاصابہ، ابن حجر العسقلانی، ۱/ ۵۷۷۔ ۵۷۸ (۳۰)۔کتاب ترکۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والسبل التی وجہہا فیہا، حماد بن اسحاق بن اسماعیل کے ص نمبر ۹۷ پر اس گھوڑے کا نام ''الطرب'' ذکر کیا گیا ہے۔(۳۱)۔اُسد الغابہ، ابن الاثیر: ۱/ ۲۴۷۔ ۲۴۸ (۳۲)۔ ایضاً (۳۳)۔صحیح بخاری، حدیث نمبر۲۸۲۰، صحیح مسلم، حدیث نمبر۳۲۰۷، سنن ترمذی، حدیث نمبر۱۶۸۵ (۳۴)۔غابہ: عوالی مدینہ کا ایک مقام جو اُحد پہاڑ کی پشت پر واقع ہے۔(۳۵)۔اُسد الغابہ، ابن الاثیر:۲/ ۲۹۹۔۳۰۱ (۳۶)۔صحیح بخاری، حدیث:۲۸۷۲، سنن دار قطنی، حدیث:۴۷۸۲

تصحیح

''نقیب ختم نبوت'' کے گزشتہ ماہ (مارچ) کے شمارے میں صفحہ نمبر 16 پر سطر نمبر 13 کی عبارت کو اس طرح ''آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا'' پڑھا جائے۔

روزے کی فضیلت (افادات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

مرتب: حافظ شمس الدین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ قالَ رسول الله صلی الله علیه وسلم: کلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشَرِ اَمْثَالِهَا اِلَی سَبْعِ مِأَةِ ضِعْفٍ قال الله تعالیٰ إلّا الصَّومُ، فَاِنَّهُ لِیْ اَنَا اُجْزیٰ بِهٖ، یَدَ عُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ اَجْلِیْ لِصَائِمٍ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ. متفق علیه.

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدم کی اولاد کے ہر عمل کا ثواب بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ ایک نیکی کا دس گنا ثواب، یہاں تک کہ ایک نیکی کا بعض اوقات سات سو گنا تک بڑھا کر بھی دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ کے سوا۔ کہ بے شک وہ میرے ہی لیے رکھا جاتا ہے اور میں خود ہی اسکا بدلہ یعنی جزاء ہوں۔ روزہ دار اپنی خواہش نفسانی اور اپنا کھانا میرے لیے ہی چھوڑ تا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرنے کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کرنے کے وقت۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں روزہ دار کی عزت:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال، قال رسول الله صلی علیه وسلم: لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ. متفق علیه۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

روزہ انسان کو انتہا درجہ کا شریف بنادیتا ہے:

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال، قال رسو ل الله صلی الله علیه وسلم: والصیام جُنَّةٌ، وَاِذَا کَانَ یَوْمَ صَوْمِ اَحَدِ کُمْ فَلا یَرْفُثْ ولا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْقَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّی امْرُؤٌ صَائِمٌ. متفق علیه

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تب عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ پس اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑنے کے لیے آئے تو مقابلہ نہ کرے بلکہ اتنا کہہ دے: بے شک میں تو روزہ دار آدمی ہوں۔ (یعنی روزہ کے سبب سے میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ اس سے بڑھ کر اور شرافت کا درجہ کونسا ہے کہ دشمن کو گالی نہ دے اور نہ اس سے لڑے اور اس سے صاف کہہ دے کہ میں اپنے روزے کی عظمت قائم رکھنے کے لیے تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔)

روزہ کی صورت میں خرابی:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (رواہ البخاری)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جھوٹی باتیں نہیں چھوڑیں اور جھوٹ پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کی کوئی پرواہ نہیں ہے، کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے یا نہ چھوڑے۔

نقصان:

دیکھیے یا تو روزہ دار کی وہ عزت تھی کہ روزہ دار کو روزہ کی برکت کے باعث اللہ تعالیٰ اپنی بیش بہا رحمتوں سے معمور فرما رہے تھے آسماں پر اس کا تذکرہ کیا جا رہا تھا۔ اور کہاں یہ ذلت کہ روزہ دار کا روزہ ہی قبول نہیں مزید وضاحت کے لیے دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی مثال:

ماں کو بچہ بڑا پیارا ہوتا ہے۔ محبت کے باعث ماں بچے کا منہ چومتی ہے اور اگر کہا نہ مانے اور ضد کرے تو وہی ماں منہ پر ایسا تھپڑ مارتی ہے کہ ساری عمر بچے کو وہ تھپڑ یاد رہتا ہے۔

دوسری مثال:

بادشاہ کو نظام مملکت کے چلانے میں جو وزیر اور مشیر وفاداری کا پورا حق اداء کرتے ہیں اور دست راست ہوتے ہیں، ان کے عہدے بڑھاتا ہے اور ان کی تنخواہوں اور الاؤنسوں میں ترقی دیتا جاتا ہے اور اگر انہی میں سے کوئی باغی ہو جائے تو اُسے پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیتا ہے۔

بعینہ یہی حالت روزہ دار کی ہے۔ اگر حکم الٰہی کی تعمیل کرے تو روزہ دار کے منہ کی بو کستوری سے زیادہ بارگاہ الٰہی میں قیمتی ہے اور اگر وہی انسان رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے سوا روزے رکھنے چھوڑ دے تو پھر خواہ امیر ہو یا وزیر یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو تو گناہ کبیرہ کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب اگر توبہ کیے بغیر دنیا سے جائے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہوتا ہے۔ اس فیصلہ کی تائید ملاحظہ ہو۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَھُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاھُمْ وَ مَمَاتُھُمْ، سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ (سورۃ الجاثیہ رکوع ۲ پارہ ۲۵. آیت ۲۰)

کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمان داروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے اُنکا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

کسی نیک عمل کے قبول نہ ہونے کا دوسرا سبب:

۱۔ باطن میں خرابی کا پیدا ہونا۔

۲۔ باطن کی خرابی میں سب سے بڑا سبب اخلاص کا نہ ہونا ہے۔ ہر عمل کی قبولیت کے لیے اخلاص کے شرط ہونے کی اعلانات ملاحظہ ہوں۔

(۱) اِنَّا اَنْزَلْنَا اَلَیْکَ اُلکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِاللّٰہَ مُخْلِصًالَہُ الدِّیْن (سورۃ الزمر)

بے شک ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی طرف نازل کی ہے پس آپ خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدنظر رکھ کر اُسی کی عبادت کریں۔

(۲) اَلَالِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (سورۃ الزمر)

خبردار خالص فرماں برداری اللہ ہی کے لیے ہے۔

(۳) قُلْ انیِّ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَاللّٰہ مُخْلِصًالہ اُلدِّیْن (سورۃ الزمر)

کہہ دو مجھے حکم ہوا کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کے لیے خاص رکھوں۔

تینوں اعلانات کا حاصل:

تینوں اعلانات کا حاصل یہ ہے کہ نیکی کا جو کام بھی کیا جائے اسکے متعلق دل میں فقط اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مقصود ہو اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا بھر میں کسی انسان کی رضا ہر گز مطلوب نہ ہو اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی رضا بھی دل میں مطلوب ہو تو یہی کہا جائے گا کہ اس شخص کی نیت میں شرک موجود ہے شرک کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جو کام فقط اللہ جل شانہ ہی کے لیے ہونا چاہیے تھا اس میں کسی دوسرے کی رضا بھی شامل کر لی جائے۔ جس کام میں غیر کو بھی شریک کر لیا جائے اس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: قالَ اللّٰہُ تَعالیٰ اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ. مَنْ عَمِلَ عَمَلاً اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَکْتُہُ وُ شِرْکَہُ. وفی روایۃ: اَنَا مِنْہُ بَرِیءٌ. ھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہُ. (رواہ مسلم)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔ میں حصہ لینے سے سب حصہ داروں سے بڑا بے پرواہوں۔ جس شخص نے کوئی کام کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کیا میں اس کام کرنے والے کو بھی چھوڑ دیتا ہوں اور اس کام کے حصہ کو بھی چھوڑ دیتا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ اور وہ کام کرنے والا اُسی کے لیے ہو جاتا ہے جس کے لیے اس نے کام کیا تھا۔ ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس عمل کو قبول نہیں فرماتے ہاں اس دوسرے شخص کے لیے چھوڑ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا جس شخص کا دکھلاوا کام کرنے والے کو مقصود تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص نیت عطاء فرمائیں۔ اور ہمارے ناقص اعمال کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائیں آمین۔

کراماتِ صحابہ کے ایک واقعہ سے حیاتِ مسیح علیہ السلام پر استدلال

افادہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ

انتخاب: قائد احرار امام سید ابومعاویہ ابوذر بخاری قدس سرہ

(سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا الصلاۃ والسلام کے رفعِ آسمانی اور نزول و آمدِ ثانی کی مصدقہ، بے مثال، الہامی اور تاریخی وواقعاتی دلیل۔ معجزۂ اصحابِ کہف سے سیکڑوں گنا لمبی عمر پانے والے سیّدنا مسیح علیہ السلام کے صحابی حضرت زریت بن برثملا رضی اللہ عنہ کی دورِ خلافتِ حضرت عمر فاروقِ اعظم سلام اللہ علیہ میں عراق کے کوہِ حلوان کے پاس اسلامی فوج کے علاقائی کمانڈر صحابی رسول حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو زیارت وگفتگو۔ تاریخی عجوبہ کے طور پر خلافِ عادت بہت طویل عمر پانے، اپنے صحابیِ عیسیٰ ہونے اور حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے رفع وآمدِ ثانی کی گواہی دے کراماتِ محمدیہ کے قطعی اجماعی عقیدہ کی تصدیق۔ نیز یہود ونصاریٰ اور سبائیوں، بہائیوں اور لاہوری وکادیانی مرزائیوں اور دہریوں کی تردید وتکذیب۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ کی تصنیف لطیف ''سیفِ چشتیائی'' سے ایک اقتباس)

حضرت نضلہ ابن معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی جو قادسیہ کے علاقہ میں اسلامی فوج کے افسر تھے ان کے متعلق سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے امیر الافواج (کمانڈر انچیف) حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ ان (نضلہ) کو ''حُلوان'' (عراق) کی طرف روانہ کرو تاکہ اس محاذ سے غارت کر کے مالِ غنیمت حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت نضلہ کو تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا وہ حُلوانِ عراق میں آئے اور اس کے اطراف میں ہلہ بولا اور بہت سا مالِ غنیمت اور قیدی لا رہے تھے کہ عصر کے وقت نے تنگی میں ڈالا اور قریب تھا کہ سورج ڈوب جائے۔ اس وقت نضلہ نے قیدیوں اور غنیمت کو کوہ حُلوان کے ایک طرف پناہ میں رکھا اور کھڑے ہو کر اذان کہنا شروع کی۔ جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو اچانک ایک جواب دینے والے نے پہاڑ میں جوابِ اذان کے ساتھ کہا کہ ''اے نضلہ تو نے خداوند بزرگ کی طرف کبریا اور عظمت کی نسبت کی ہے'' الخ۔

جب نضلہ اذان کہنے سے فارغ ہوئے تو سب لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے ''خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ کیا تو فرشتہ ہے یا جن؟ یا اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ ہے۔ تو نے ہم کو اپنی آواز سنائی ہے تو ہمیں اپنی صورت بھی دکھا؟ کیونکہ یہ لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا ہے''۔ پس اُسی وقت چکی کے پاٹ کی طرح اس شخص کا سر پہاڑ کے شگاف سے ظاہر ہو گیا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید اور اس کے جسم پر پشم کے دو پرانے کپڑے تھے اور اس نے ہم کو خطاب کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور میں (نضلہ) نے اس کا جواب وعلیکم السلام

ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہہ کر پوچھا خدا تجھ پر رحم کرے تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میں زَرِیت بن بَرْثَملا، خدا کے عبدِ صالح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا وصی ہوں۔ انھوں نے مجھے پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور میرے لیے آسمان سے نزول کے وقت تک طویل بقا کی دعا کی ہے پس میری طرف سے عمر کو سلام کہہ دو اور کہو کہ اے عمر استوار اور قریب ہو جا کیونکہ امرِ معہود (نزول عیسیٰ) نزدیک ہوگیا ہے اور ان سب خصائل سے اطلاع دینے کے لیے (جو اس حدیث میں مذکور ہیں) حکم دیا ہے اس کے بعد وہ (زریت ابن برثملا) غائب ہوگیا اور وہ اس کو نہ دیکھ سکے۔

پھر نضلہ نے یہ سارا واقعہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا اور حضرت عمر نے اس کے جواب میں سعد کو لکھا کہ تو اپنے ساتھی مہاجرین وانصار کی معیت میں اس پہاڑ پر جا اور اگر زَرِیتْ اِبنِ بَرْثَملا ملے تو میری طرف سے اُس کو سلام کہہ دے۔ چنانچہ سعد حکم کے مطابق چار ہزار مہاجرین وانصار کی معیت میں اس پہاڑ پر گئے اور چالیس دن تک وہاں نماز کے لیے اذان دیتے رہے لیکن ان کو کوئی جواب یا خطاب سنائی نہ دیا۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث نے کئی امور کی اطلاع دے دی۔ اول وصیِّ عیسیٰ علیہ السلام کا اس قدر زمانہ دراز تک بغیر کھائے پیے زندہ رہنا۔ ثانی عیسیٰ صلوات اللہ علیہ کے نزول کی بشارۃ دینا۔ ثالث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ چار ہزار صحابہ مہاجرین وانصار کا عیسیٰ نبی کے نزول پر ایمان رکھنا۔ حتیٰ کہ نضلہ اور تین سو سواروں کی روایۃ پر واضح ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کل اُمت مرحومہ انہی عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی علیہ السلام کے نزول کی خبر دے رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (قرآن پاک کی آیت کریمہ) مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں تقدیم وتاخیر کہتے ہیں (یعنی اگر آیت میں توفی کا معنی پوری حفاظت میں لینا نہ لیا جائے بلکہ وفات دنیا مراد لیا جائے تو پھر بھی حیٰوۃ عیسیٰ علیہ السلام میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ فرماتے ہیں: میں تجھے وقت پر وفات بھی دوں گا اور اس سے پہلے آسمان پر بھی اُٹھاؤں گا۔ (سیف چشتیائی ص ۲۲۰، تالیف سید مہر علی شاہ گولڑوی۔ روز بازار سٹیم پریس امرتسر ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)

مطبوعہ:۔　پندرہ روزہ الاحرار لاہور شمارہ ۲۲، جلد ۲۱، ص ۱۳، ۱۵، (۱۶ تا ۲۹ فروری ۱۹۹۲۔ ۶ تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۳ء ہجری)

ہماری حکمت عملی دنیا کو حیران کردے گی!

مولانا محمد شفیع چترالی

قطر کے دارالحکومت دوحہ سے براہ راست مناظر دکھائے جارہے تھے کہ ایک جانب ستے چہرے اور اعتماد سے خالی بدن بولی کے ساتھ امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو افغانستان میں ایک طویل اور تھکا دینے والی جنگ کے خاتمے کے معاہدے کا اعلان کررہے تھے اور دوسری جانب افغانستان کا ایک سیدھا سادہ ''ملا'' اور ''برادر'' سر پر عزت وافتخار کی پگڑی، کندھے پر فقیرانہ رومال مگر چہرے پر فاتحانہ تمکنت کے ساتھ پوری دنیا کے سامنے ایک بار پھر اس اسلامی حکومت کے قیام کے عزم کا اظہار کررہے تھے جس کے خاتمے کے لیے دنیا کے چالیس سے زائد ممالک کی جدید ترین عسکری ٹیکنالوجی سے لیس افواج نے افغانستان کو تاراج کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان مناظر کو دیکھتے ہوئے ذہن کی اسکرین پر قندھار کے مرد جری ملا محمد مجاہد کے وہ الفاظ جھلمانے لگے جو انہوں نے افغانستان پر اتحادی یلغار کے آغاز کے بعد قندھار چھوڑتے ہوئے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہے تھے کہ ''امریکا یاد رکھے اور آپ بی بی سی والے بھی یاد رکھیں کہ ہم نے امریکا کو شکست دینے کے لیے ایک ایسی حکمت عملی اپنالی ہے جو ایک دن دنیا کو حیران کردے گی۔''

حقیقت یہ ہے کہ افغانستان کے بے سروسامان عوام نے آج دنیا کو حیران کردیا ہے اور جرائت و بہادری کی اپنی تاریخ کو ایک بار پھر زندہ کرکے دکھایا ہے۔ فلک بوس پہاڑوں، بلند و بالا ٹیلوں، لق ودق صحراؤں، نغمگیں ندیوں اور دلکش وخوبصورت وادیوں کی سرزمین افغانستان ہمیشہ سے بہادر جوانوں شہسواروں اور جانبازوں کا مسکن رہا ہے۔ تاریخ کے اوراق پلٹتے جائیے، دور دور تک آپ کو اس سرزمین کے وفا کیشوں کی آزادی وخودمختاری اور حریت وسربلندی کی داستانیں بکھری ہوئی نظر آئیں گی۔

قریش مکہ نے جب سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کا سوشل بائیکاٹ کیا اور شعب ابی طالب میں محصور ہونے پر مجبور کردیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے ان کے مظالم کے جواب میں ایک پرسوز قصیدہ کہا تھا جس میں بنو ہاشم کی مظلومیت کا تذکرہ کرکے مدد کی درخواست کی گئی تھی، اس قصیدے میں حضرت ابو طالب نے ترکی اور کابل ہجرت کر جانے کی خواہش کا اظہار کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کابل اس زمانے میں بھی آزاد خودمختار اور مظلوموں کی پناہ گاہ کے طور پر مشہور تھا۔ شعر درج ذیل ہے

یطاع بنا امر العدو واننا   یسد بنا ابواب ترک و کابل

(یہ لوگ ہمارے خلاف دشمنوں کی بات قبول کرتے ہیں اور ہمیں ترکی اور کابل کی طرف ہجرت کرنے بھی نہیں دیتے) واضح رہے کہ اس زمانے میں پورے افغانستان کو کابل کہا جاتا تھا۔

خلاصۃ التواریخ میں کابل شہر کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے'' کابل قدیمی عمدہ شہر ہے جس کی بنیاد پشنگ بن تور بن فریدون نے رکھی تھی۔ از روئے تاریخ، آج تک اسے آباد ہوئے دو ہزار ایک سو کچھ سال ہوئے ہیں لیکن اس کا قلعہ ایک پہاڑی پر کمال استحکام سے قائم ہے (یعنی کوئی اسے نقصان نہیں پہنچا سکا ہے)۔

شاید اسی تاریخی اہمیت کی وجہ سے ہی صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین نے اس سرزمین کا رخ کیا تھا اور اسے کفر و شرک اندھیروں سے نکال کر ایمان و اسلام کی روشنی سے منور کرنا ضروری سمجھا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ افغانستان نے ایشیا اور خصوصاً وسط ایشیا کے سیاسی مدّ و جذر میں ہمیشہ مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ بلکہ علامہ اقبال مرحوم نے تو یہاں تک کہا کہ ایشیا کی آزادی افغانستان کی آزادی سے وابستہ ہے، علامہ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

آسیا یک پیکر آب و گل است
ملت افغان دراں پیکر دل است
از کشاد او کشاد آسیا
از فساد او فساد آسیا

یعنی برصغیر ایک جسم کی مانند ہے اور افغان قوم اس جسم کے لیے دل کی طرح ہے۔ افغانستان کی آزادی سے ایشیا کی آزادی وابستہ ہے اور افغانستان کی بربادی پورے ایشیا کی کی بربادی ہے۔

افغانستان کی اس جغرافیائی اہمیت کو ہر زمانے کی سپر طاقت نے اہمیت دی اور سکندر اعظم سے لے کر'' امریکا عظمیٰ'' تک سب نے اسے اپنی تسخیری مہم کی جولان گاہ بنایا مگر یہاں کسی کو کامیابی نہیں مل سکی۔ سکندر اعظم کو اسی خطے میں پہلی بڑی شکست کا سامنا ہوا تھا۔ بعد کے ادوار میں انگریز نے افغانستان پر طبع آزمائی کی اور 3 بار کے بڑے حملوں اور زبردست سازشوں کے باوجود وہ یہاں قدم جما نہیں سکا اور بالآخر ۱۹؍ اگست ۱۹۱۹ء کو افغانوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر کے یہاں سے فرار ہو گیا۔ انگریزوں کے خلاف افغانوں کی جدوجہد کا وہ واقعہ افغانستان کے بچے بچے کو یاد ہے جب میوند کے مقام پر پانچ ہزار کے انگریز لشکر میں سے صرف ایک فوجی ڈاکٹر زندہ بچ کر کابل پہنچا تھا۔ جن دنوں ہندوستان کے مسلمانوں نے انگریزوں سے مکمل آزادی کی اپنی جدوجہد کا آغاز کیا اور حضرت شیخ الہند کی قیادت میں تحریک ریشمی رومال کے ذریعے انگریزوں کے خلاف عام بغاوت کا منصوبہ بنایا گیا تو اس کے لئے مرکز کابل کو قرار دیا گیا کیونکہ وہ اس وقت انگریزوں کی عملداری سے عملاً آزاد ہو چکا تھا۔ اس سے قبل ہندوستان میں انگریزوں اور مرہٹوں کے فتنے کے خلاف

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی تھی اور حضرت سید احمد شہید نے بھی سکھوں اور انگریزوں کے خلاف اپنی جدوجہد کا آغاز افغانستان کی سرزمین کو پشت بنا کر کیا تھا۔ سوویت یونین کی افغانستان میں مہم جوئی اور اس کا انجام ابھی کل کی بات ہے۔ جس انداز سے افغانستان کے حریت کیش عوام نے دنیا کے نقشے پر تیزی سے پھیلتی سوویت یونین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دیا، اس کو نظر انداز کرنا کسی مورخ کے بس میں نہیں ہے۔

نائن الیون کے بعد امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے محض انتقامی جذبے سے مغلوب ہو کر دنیا میں ایک نئی ''صلیبی جنگ'' لڑنے کا اعلان کر دیا اور اس جنگ کے لیے میدان افغانستان کو منتخب کر لیا گیا جہاں ایک اسلامی حکومت قائم تھی۔ افغانستان میں طالبان کی حکومت کا نائن الیون کے ساتھ کوئی تعلق آج تک ثابت نہیں ہو سکا لیکن امریکا نے محض شبہے کے تحت طالبان کو مورد الزام ٹھہرا کر پہلے سے تباہ حال افغانستان کو مزید تباہی و بربادی سے دوچار کرنے کے لیے دنیا کی چالیس بہترین افواج کو لے کر یلغار کر دی اور دعویٰ یہ کیا گیا کہ بہت تھوڑے عرصے میں افغانستان میں دہشت گردوں (طالبان، القاعدہ) کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور وہاں ایک حقیقی جمہوری حکومت قائم کی جائے گی۔ اس مقصد کے لیے امریکا اور عالمی طاقتوں نے اپنے تمام وسائل جھونک دیے، بعض رپورٹوں کے مطابق اب تک ۷ ٹریلین ڈالرز افغانستان کی جنگ پر خرچ کیے گئے، یہ رقم اگر کسی خطے کی تعمیر و ترقی پر صرف کی جاتی تو پورے براعظم افریقا کے تمام غریب اور ترقی پذیر ممالک کو یورپ کے معیار زندگی کے قریب لایا جا سکتا تھا اور متعدد وبائی امراض کا دنیا سے خاتمہ کیا جا سکتا تھا لیکن عالمی طاقتوں نے دنیا کے بہترین وسائل کو افغانستان اور عراق کی لاحاصل جنگوں میں ضایع کر دیا اور نہ صرف عالم اسلام میں اپنے خلاف نفرت کی ایک فصل کاشت کر دی بلکہ خود اپنی معیشت اور عالمی اقتصادیات کو بھی شدید نقصانات سے دوچار کر دیا۔

کوئی مانے یا نہ مانے، برسرزمین حقیقت یہ ہے کہ آج افغانستان میں امریکا اور اس کے اتحادیوں کو شکست ہو چکی ہے اور امریکی نمایندے زلمے خلیل زاد نے دوحہ میں امن معاہدے کی صورت میں دراصل امریکا کی شکست کی دستاویز پر دستخط کیے ہیں۔ اب افغانستان کا مستقبل طالبان کے ہاتھ میں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ طالبان نے نہ صرف عسکری محاذ پر دنیا کو حیران کر دینے کی ملا محمد عمر کی پیشگوئی کو سچا ثابت کر دیا ہے بلکہ حالیہ چند برسوں کے دوران مذاکرات کی میز پر بھی وہ ناقابل تسخیر ثابت ہوئے ہیں۔ اس لیے توقع رکھی جانی چاہیے کہ وہ اب بین الافغان مذاکرات کے مرحلے سے بھی سرخ رو ہوں گے اور افغانستان میں ایک وسیع البنیاد اسلامی حکومت کے قیام کی شکل میں لاکھوں شہدا کی قربانیوں کا ثمرہ سامنے آ جائے گا اور افغان قوم کو چار دہائیوں پر محیط جنگ سے نجات ملے گی۔

میرا قصور کیا ہے؟

حامد میر

دو دشمنوں نے آپس میں ہاتھ ملایا اور ایک امن معاہدے پر دستخط کر دیئے جس کے بعد ہر طرف سے 'مبارک ہو، مبارک ہو' کی آوازیں آنے لگیں۔ مجھے ان آوازوں کے پیچھے کچھ سسکیاں سنائی دیں۔ میں نے ان سسکیوں کو غور سے سننے کی کوشش کی۔

دور بہت دور سے سنائی دینے والی سسکیوں کو میں نے اپنا وہم قرار دے کر نظر انداز کرنے کی کوشش کی لیکن یہ میرا وہم نہ تھا۔ یہ ایک عورت کی آواز تھی جو درد بھرے انداز میں روتے ہوئے پوچھ رہی تھی کہ یہ امریکہ، یہ برطانیہ، یہ اقوام متحدہ، یہ مہذب دنیا یہ سب کے سب تو طالبان کو دہشت گرد کہتے تھے پھر ان دہشت گردوں کیساتھ امن مذاکرات بھی ہوئے اور اب دوحہ میں ان کے ساتھ امن معاہدہ بھی ہو گیا، اب اگر یہ دہشت گرد نہیں رہے تو میرا کیا قصور ہے؟

مجھ پر بھی تو دہشت گردی کا الزام لگایا تھا آپ سب نے اور کہا تھا کہ میں طالبان کیساتھ ملکر امریکیوں پر حملے کے منصوبے بنا رہی تھی، اب پوچھو ان طالبان سے میں نے کب اور کہاں ان کے ساتھ مل کر حملوں کا منصوبہ بنایا؟ میں نے غور کیا تو یہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی آواز تھی۔ میں نے اپنے سر کو زور سے جھٹکا دیا۔

افغان طالبان کے نمائندے ملا عبدالغنی برادر اور امریکی حکومت کے نمائندے زلمے خلیل زاد کے درمیان امن معاہدے پر دوحہ میں دستخط ہوئے اور دنیا بھر میں کروڑوں لوگ یہ منظر دیکھ کر ایک دوسرے کو مبارکبادیں دے رہے تھے اور میرے کانوں میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی آواز گونج رہی تھی جو دوحہ سے ہزاروں میل دور امریکہ کی ایک جیل میں 86 سال قید کی سزا بھگت رہی ہے۔

وہ صرف ایک عورت نہیں بلکہ ایک المیہ ہے اور اگر آپکا ضمیر ابھی زندہ ہے تو اس المیے کی سسکیاں آپ کو بھی سنائی دیں گی۔ آپ بھی غور سے ان سسکیوں کو سنیے۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی آپ سے پوچھ رہی ہے: اے میرے پیارے پاکستان کے پیارے لوگو! آج تم دنیا کو بڑے فخر سے بتا رہے ہو کہ اگر پاکستان مدد نہ کرتا تو امریکہ اور افغان طالبان میں امن معاہدہ کبھی نہ ہوتا لیکن ذرا مجھے یہ تو بتاؤ کہ اس امن معاہدے کے تحت امریکی اور افغان حکومت پانچ ہزار افغان طالبان قیدیوں کو رہا کریگی اور طالبان ایک ہزار مخالف قیدیوں کو رہا کرینگے، کیا اس سارے معاملے میں پاکستان کے حکمران اپنی قوم کی ایک بیٹی کو رہا نہیں کروا سکتے تھے؟ جنہوں نے طالبان کیساتھ ہاتھ ملالیا اور اُن کیساتھ امن معاہدے پر دستخط بھی کر

دیے، اُنکے لئے ڈاکٹر عافیہ صدیقی ابھی تک دہشت گرد کیوں ہے؟

ڈاکٹر عافیہ صدیقی سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی لیکن ۲۹ر فروری ۲۰۲۰ء کو دوحہ میں طالبان اور امریکہ کے مابین امن معاہدے کے بعد کئی پاکستانی مجھ سے اس خاتون کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کب رہا ہو رہی ہے؟ میرا بھی عجیب معاملہ ہے۔ مجھے نوبیل انعام یافتہ پاکستانی طالبہ ملالہ یوسفزئی کا حامی بھی سمجھا جاتا ہے جس پر طالبان نے سوات میں حملہ کیا تھا اور مجھے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا ہمدرد بھی کہا جاتا ہے جسے امریکہ نے دہشت گرد قرار دیا۔

شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ۲۰۰۳ء میں عمران خان وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے جیو نیوز پر میرے پروگرام کیپٹل ٹاک میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے اغوا پر اُس وقت کے وزیر داخلہ فیصل صالح حیات سے احتجاج کیا۔ اس ٹی وی پروگرام میں پاکستان کے وزیر داخلہ نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ایک خطرناک عورت قرار دیا جس سے واضح ہو گیا کہ یہ عورت ہماری حکومت کی تحویل میں ہے۔

پھر عمران خان نے بار بار عافیہ صدیقی کیلئے آواز بلند کی لیکن اُس کا کوئی سراغ نہ ملا۔ عافیہ صدیقی کے معاملے پر انسانی حقوق اور خواتین کے حقوق کی تنظیموں نے زیادہ آواز نہیں اٹھائی کیونکہ جنرل پرویز مشرف کی ''روشن خیال'' حکومت اپنے اکثر جرائم کو دہشت گردی کیخلاف جنگ قرار دیکر اپنے ہم وطنوں کو بیوقوف بنادیا کرتی تھی۔

عافیہ کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ وہ تو پاکستانی شہری بھی نہیں بلکہ امریکی شہری ہے۔ پھر عافیہ کی والدہ عصمت صدیقی نے مجھے کراچی میں اپنے گھر بلا کر بیٹی کا پاکستانی پاسپورٹ دکھایا جس پر امریکہ کا ویزا موجود تھا تو یہ دعویٰ غلط ثابت ہوا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی امریکی شہری تھی۔

یہ بھی کہا گیا کہ عافیہ نے اپنے سابقہ خاوند امجد سے طلاق لے کر القاعدہ کے کسی دہشت گرد سے شادی کر لی تھی لیکن یہ الزام بھی کہیں ثابت نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی مشکلات کا آغاز اکتوبر ۲۰۰۲ء میں اپنے شوہر سے علیحدگی کے بعد ہوا۔ اُن کے سابقہ شوہر کا دعویٰ ہے کہ وہ ۲۰۰۳ء میں گرفتار نہیں ہوئی تھیں بلکہ خود ہی غائب ہو گئی تھیں حالانکہ ۳۰ر مارچ ۲۰۰۳ء کو پولیس کی وردیوں میں ملبوس افراد نے انہیں کراچی سے گرفتار کیا تو بہت سے لوگوں نے یہ گرفتاری اپنی آنکھوں سے دیکھی اور اگلے دن یہ خبر کراچی کے کئی اخبارات میں شائع بھی ہوئی۔

عصمت صدیقی نے جن شخصیات کے ذریعہ اپنی بیٹی کی رہائی کیلئے کوششیں کیں اُن میں اُس وقت کے چیئرمین سینیٹ میاں محمد سومرو بھی شامل تھے جنہیں یہ کہا گیا کہ تھوڑے دن میں عافیہ کو چھوڑ دیا جائے گا لیکن پھر اُس کی گمشدگی ایک معما بن گئی۔

یہ ایک عافیہ کی کہانی نہیں۔ مشرف کے دور میں علی اصغر بنگلزئی اور زرینہ مری سمیت سینکڑوں افراد کی گمشدگی

معمہ بنی اوران میں سے اکثر کا آج تک پتانہیں چلا۔ عافیہ کی کہانی میں نیا موڑ جولائی ۲۰۰۸ء میں آیا۔مشرف کا اقتدار ختم ہونے سے صرف ایک ماہ پہلے امریکی حکومت نے دعویٰ کیا کہ عافیہ کوافغانستان کے شہرغزنی سے گرفتار کرلیا گیا ہے جہاں وہ طالبان کیساتھ مل کرحملوں کی منصوبہ بندی کررہی تھی۔

عافیہ کوزخمی حالت میں گرفتار کیا گیا۔ستمبر ۲۰۱۰ء میں عافیہ پرمقدمہ چلایا گیا جس میں الزام لگایا گیا کہ اُس نے ایک امریکی فوجی سے رائفل چھین کراُس پرگولی چلائی لیکن وہ بچ گیا۔

عافیہ کیخلاف نوگواہوں کوپیش کیا گیا جن میں ایک افغان شہری احمدگل بھی شامل تھالیکن کسی رائفل پرعافیہ کے فنگر پرنٹ ثابت نہ ہوسکے۔۱۴؍دن کے ٹرائل کے دوران عافیہ نے باربار بتایا کہ اُس پرامریکیوں نے تشدد کیا لہٰذا عدالتی کارروائی میں خلل ڈالنے کے الزام میں اُسے عدالت سے نکال دیا گیا اورصرف اقدامِ قتل کے الزام میں ۸۶ سال قید سنا دی گئی۔ یہ قید ۳۰؍اگست ۲۰۸۳ءکوختم ہوگی۔ عافیہ کی رہائی کیلئے پاکستان کی قومی اسمبلی ۲۱؍اگست ۲۰۰۸ءکوپہلی قرارداد منظور کی،اُس وقت یوسف رضا گیلانی وزیراعظم اورشاہ محمودقریشی وزیرخارجہ تھے۔

سینیٹ نے عافیہ کی رہائی کیلئے ۱۵؍نومبر ۲۰۱۸ءکوقرارداد منظور کی تو پھروزیرخارجہ شاہ محمودقریشی تھے۔دوحہ میں امن معاہدہ ہواتو وہاں بھی قریشی صاحب موجود تھےاورمعاہدے کا کریڈٹ عمران خان کودے رہے تھے۔

وہی عمران خان جنہوں نے ۲۰۰۳ء میں سب سے پہلے عافیہ کیلئے آواز بلند کی تھی وہ آج پاکستان کے وزیراعظم ہیں۔عافیہ نے کچھ عرصہ قبل جیل میں ہیوسٹن کے پاکستان قونصل جنرل کوعمران خان کے نام ایک خط بھی دیا۔

پتانہیں یہ خط خان صاحب تک پہنچایانہیں لیکن عافیہ کی سسکیاں بہت لوگوں تک پہنچ رہی ہیں۔

وہ پوچھ رہی ہے کہ مجھ پرکسی ایک انسان کا بھی قتل ثابت نہیں ہوا مجھے ۸۶؍سال کیلئے قید میں ڈالا گیااورجوخودکش حملوں کی ذمہ داریاں قبول کرتے رہےان کے ساتھ امن معاہدہ ہوگیا،کیا میراقصورصرف یہ ہے کہ میں پاکستانی ہوں؟

کرونا وائرس اور شرعی نقطۂ نظر

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (سیکرٹری وترجمان آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں ایک اہم نعمت صحت وتندرستی ہے۔ البتہ دنیا وآخرت کی نعمتوں میں بنیادی فرق فنا وبقاء کا ہے، آخرت میں جن لوگوں کو جنت میں جگہ ملے گی، اور بے شمار نعمتیں ان کے لئے مہیا کی جائیں گی، وہ ہمیشہ ہمیش باقی رہیں گی، دنیا کی نعمتیں فانی اور ناپائیدار ہیں، یا تو نعمت سے فائدہ اُٹھانے والا موجود رہتا ہے اور نعمت اس سے چھین لی جاتی ہے، یا نعمت باقی رہتی ہے اور انسان خود اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، صحت بھی ایسی ہی نعمتوں میں ہے، کوئی مخلوق نہیں جو بیماری سے دوچار نہ ہو، انسان و جاندار ہی نہیں، بے جان چیزوں میں بھی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں و یہ بیماریاں بنیادی طور پر دو طرح کی ہوتی ہیں: ایک وہ ہے جن میں پھیلاؤ نہیں ہوتا، دوسری: وہ جن میں پھیلاؤ ہوتا ہے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوم کے بارے میں فرمایا: اس سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو: فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ کَما تَفِرُّ مِنَ الأَسَد (بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۰۷)

یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے کہ بیماری متعدی نہیں ہوتی: لا عَـــدْوىٰ و لا طِیَـرَۃ (بخاری، کتاب الطب باب لا عدوی، حدیث نمبر: ۵۷۵۵) لیکن اس ارشاد کا منشا یہ ہے کہ بیماری از خود ایک مریض سے دوسرے مریض کو نہیں لگتی، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں سمجھا جاتا تھا؛ بلکہ بیماری کا پھیلاؤ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے۔ جب اللہ چاہتے ہیں تو بیماری کے جراثیم متعدی ہوتے ہیں، اور جب اللہ نہیں چاہتے، تو بیماری کا پھیلاؤ نہیں ہوتا، یہ بات مشاہدہ میں بھی آتی ہے کہ بعض دفعہ ایک متعدی بیماری میں مبتلاء شخص سے کسی نے چند لمحات ملاقات کی تو وہ اس بیماری کا شکار ہو جاتا ہے، اور جو شخص مستقل تیمارداری کر رہا ہے، یا جو معالج اس کا علاج کر رہا ہے، وہ اس بیماری میں مبتلاء نہیں ہوتا؛ اسی لیے مرض کا پھیلاؤ ظاہری سبب کے درجہ میں ہے، مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

البتہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں فائدہ حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے لئے اسباب کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے؛ اس لئے علاج و پرہیز دونوں کی بڑی اہمیت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بیماری ایسی نہیں، جس کی دوا اللہ تعالیٰ نے پیدا نہ کی ہو (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۸۷۴) یہ اور بات ہے کہ بعض بیماریوں کے علاج کے لیے کائنات میں اللہ نے جو دوا پیدا فرمائی ہے، انسانی تحقیق کی ابھی وہاں تک رسائی نہ ہوئی ہو، اسی اعتبار سے بعض بیماریوں کو لا علاج کہا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا علاج کرایا ہے، بعض صحابہؓ کے علاج کے لئے معالجین کو بلایا ہے،

غزوۂ خندق کے بعض زخمی مجاہدین کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا، اور اپنی نگرانی میں اس زمانہ میں موجود وسائل کے اعتبار سے ان کا علاج کرایا ہے؛ اس لئے علاج پر توجہ دینا بھی ایک دینی عمل ہے، جو فقہاء کی تصریحات کے مطابق بعض اوقات واجب اور بعض مرتبہ مستحب ہوتا ہے، یہ بیماری کے سلسلہ میں اسلام کا بنیادی تصور ہے، عیسائی دنیا میں جب کلیسا کا اقتدار قائم تھا تو ان کے علماء نے فتویٰ دیا تھا کہ اگر ہیضہ یا پلیگ پھیل جائے تو اس کا علاج کرانا درست نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے منشا میں خلل پیدا کرنا اور اللہ کی مرضی کے خلاف عمل کرنا ہے، ان کا تصور تھا کہ بیماری ہمیشہ گناہوں کا نتیجہ ہوتا ہے؛ اس لئے بیمار کسی ہمدردی کا مستحق نہیں ہے، یہ گویا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ میں خلل پیدا کرنا ہے۔ مگر اسلام کا تصور یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ کبھی بیماری اللہ کے عذاب کے طور پر ہو؛ لیکن ہمیشہ ایسا ہی ہو، یہ ضروری نہیں، اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بیمار نہیں ہوتے؛ مگر خود قرآن مجید نے اللہ کے پیغمبر حضرت ایوب علیہ السلام کی پُر مشقت بیماری کا ذکر فرمایا ہے، اگر کوئی شخص گناہگار بھی ہو تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے؛ مگر وہ انسان ہمدردی کا مستحق ہے، کفر سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم حضرات کے ساتھ جس حسن سلوک کا معاملہ فرمایا، حدیث وفقہ کی کتابیں ان کے ذکر سے معمور ہیں۔

لہٰذا اگر کوئی شخص بیمار ہو تو اسے اپنی استطاعت کے مطابق علاج کی فکر کرنی چاہئے، اور کوئی دوسرا شخص بیماری سے دوچار ہو تو اس کی مدد کرنی چاہئے، اس کا تعلق انسانیت کے ساتھ رحم سے ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زمین والوں پر رحم کرو تو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۲۴) علاج ہی کا ایک حصہ پرہیز اور احتیاط ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر اس کا حکم دیا ہے، کتبِ احادیث میں طب وعلاج سے متعلق عنوان کے تحت اس مضمون کی روایتیں منقول ہیں۔

اس وقت کورونا وائرس کی ستم انگیزی نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے، جن قوموں کو اپنی ٹیکنالوجی پر غرور ہے اور انھوں نے اپنی عقل کو خدا سمجھ رکھا ہے، وہ بھی اس ناقابل دید چھوٹے سے وائرس کے مقابلہ اپنی عجز ودرماندگی کا اعتراف کر رہے ہیں، اسلام نے بیماریوں کے متعلق عمومی طور پر جو ہدایات دی ہیں، وہ اس نوپید بیماری کے سلسلہ میں بھی ہماری رہنمائی کرتی ہیں، اور وہ یہ ہے کہ ہمیں مریضوں سے ہمدردی ہونی چاہئے، ان کے علاج میں معاون بننا چاہئے، اس خطرناک بیماری کا علاج دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے علاج کی ترغیب معلوم ہوتی ہے اور یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔

علاج ہی کا ایک حصہ پرہیز ہے؛ اس لئے احتیاطی تدبیروں پر عمل کرنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وبائی امراض میں خصوصی احتیاط کا حکم فرمایا ہے، جیسا کہ اوپر حدیث گزر چکی ہے کہ آپ نے جذام کے مریض کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے، یہاں تک کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی

منقول ہے کہ جذام کے مریض کو مسلسل نہ دیکھا کرو اور جب اس سے گفتگو کرو تو تمہارے اور اس کے درمیان ایک نیزہ کا فاصلہ ہونا چاہئے: لا تُدِيمُوا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُومِينَ، وَإِذَا كَلَّمْتُمُوهُمْ فَلْيَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ قَيْدَ رُمْحٍ (مجمع الزوائد: ۵، ۱۰۴) بنو ثقیف کا ایک وفد حاضر ہوا، اس میں ایک صاحب جذام کے مریض تھے، اس وفد نے دست مبارک پر بیعت کی، آپ نے اس مجذوم شخص کو کہا کہ میں نے تم سے غائبانہ بیعت کر لی، تم اب واپس ہو جاؤ...... إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۳۱) اسی احتیاط کے پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون (پلیگ) کے بارے میں ارشاد فرمایا: جب کسی علاقہ میں اس بیماری کے پھوٹ پڑنے کی اطلاع ملے تو باہر سے وہاں نہ جاؤ، اور تم اس علاقہ میں موجود ہو تو بیماری سے بچنے کی نیت سے وہاں سے باہر نہ بھاگو: إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ وَأَنْتُمْ بِأَرْضٍ فَلا تَخْرُجُوا مِنْهَا فِرَاراً مِنْهُ (بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۲۸) باہر سے اس علاقہ میں جانے کو اس لئے منع فرمایا گیا کہ کہیں وہ اس بیماری میں مبتلا نہ جائے؛ اس لئے کہ سبب کے درجہ میں بعض امراض متعدی ہوتے ہیں، اور جو پہلے سے وہاں موجود ہیں، ان کو باہر نکلنے سے اس لئے منع فرمایا گیا کہ سارے صحت مند شہر چھوڑ دیں تو مریضوں کو طبی امداد کیسے ملے گی، اور وہ اگر اپنے ساتھ بیماری کے جراثیم لے کر دوسرے علاقوں میں جائیں گے تو وہاں بھی یہ بیماری پھیل سکتی ہے، گویا انسان کو اپنے آپ کو بھی ایسے اسباب سے بچانا ضروری ہے اور دوسرے لوگوں کو اور سماج کو بھی بچانا ضروری ہے۔

لہٰذا کورونا وائرس کے سلسلہ میں ماہرین جن باتوں سے روک رہے ہیں، اور جن احتیاطی تدابیر کی رہنمائی کر رہے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے ان پر عمل کرنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص اس بیماری میں مبتلا ہو جائے تو سماج کی اور بالخصوص اس کے متعلقین کی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کے علاج کی بھرپور کوشش کریں، اور خود مریض کا فریضہ ہے کہ وہ ایسی باتوں سے بچے، جس سے دوسرا شخص متأثر ہو سکتا ہو؛ البتہ احتیاط میں اس درجہ غلو نہیں ہونا چاہئے کہ اسلامی شعائر پر عمل متأثر ہو جائے، جیسے اس وقت متعدد مسلم ملکوں میں جمعہ اور پنج وقتیہ نماز سے منع کر دیا گیا ہے، اور مقدس مقامات میں بھی عبادتوں سے روک دیا گیا ہے؛ حالاں کہ ابھی پوری دنیا میں کل دو لاکھ کے قریب کیس سامنے آئے ہیں، جن میں وائرس کے پائے جانے کا صرف شبہ ہے، ان میں سے ۶۷ ہزار سے زیادہ صحت یاب ہو چکے ہیں، اور پوری دنیا میں بحیثیت مجموعی اس وائرس کی وجہ سے جو اموات ہوئی ہیں، ان کی تعداد ۸۱۶۱ ہے (یہ اعداد و شمار مضمون کی تحریر کے وقت کے ہیں، اب یہ تعداد کہیں بڑھ چکی ہے، مگر مضمون کا بنیادی نکتہ برمحل ہے)، کیا اس کی وجہ سے مساجد کو معطل کر دینا درست عمل ہو سکتا ہے؟ ٹرینیں اور بسیں چل رہی ہیں، سرکاری دفاتر کام کر رہے ہیں، اندرون ملک ہوائی جہاز ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں، وطن عزیز کی حفاظت کے لئے سرحدوں پر فوجیوں کی بڑی تعداد جمع ہے اور یقیناً اسے ہونا چاہئے؛ لیکن مساجد میں نمازوں کو منع

کر دیا جائے، جس میں صرف چند منٹ کا وقت لگتا ہے، اور ہر نمازی پہلے وضوء کرتا ہے، جس میں ہاتھ کے بشمول تمام اعضاء وضوء کو اچھی طرح دھوتا ہے اور ماہرین کی اطلاع کے مطابق یہ دھونا اپنے آپ کو وائرس سے بچانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، تو کیا یہ انصاف کی بات ہوسکتی ہے؟

صحیح طریقۂ کار یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں سے صابن کا استعمال کرتے ہوئے وضوء کرنے اور گھروں میں سنتیں ادا کر کے آنے کی اپیل کی جائے، نماز کا وقفہ مختصر رکھا جائے، جس شخص کو نزلہ اور زکام ہو، اس سے کہا جائے کہ وہ گھر پر نماز ادا کریں، مسجد نہ آئیں، مساجد میں صفائی ستھرائی کا مکمل انتظام کیا جائے، اور نمازیوں کو ماسک پہننے کا پابند بنایا جائے؛ مگر جماعت کو موقوف کر دینا یہ علاج نہیں ہے، یہ تو بیماری ہے، روح کی بیماری اور ضعیف الاعتقادی کی بیماری، خاص کر ہندوستان جیسے ملک میں نماز کی جماعت کو موقوف کر دینا مستقبل میں بہت خراب نتائج کا سبب بن سکتا ہے۔

افسوس کہ بعض مسلم ممالک نے مسجدوں میں جمعہ اور پنج وقتہ جماعتوں پر پابندی لگا دی، اسلام کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی مثال ملے کہ مسلمانوں نے اپنے اختیار سے ایسا کیا ہو، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں طاعون کا واقعہ پیش آیا، اس نے اتنی خطرناک صورت اختیار کر لی کہ بعض مؤرخین کے بیان کے مطابق بعض مقامات پر تین چوتھائی لوگوں کی موت واقع ہوگئی، ظاہر ہے کہ یہ بیماری سے متاثر ہونے والوں کا بہت بڑا تناسب ہے، خود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۸۳ لڑکے لقمۂ اجل بن گئے، اور یہ بھی معلوم ہے کہ طاعون کا مریض کورونا وائرس کے مریضوں سے کئی گنا زیادہ تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے؛ لیکن اس کے باوجود ایسا نہیں ہوا کہ جمعہ و جماعت کو روک دیا گیا ہو، فقہاء جزئیات کو بیان کرتے وقت ایک ایک عذر کو بیان کرتے ہیں؛ لیکن اجتماعی طور پر ترک جماعت اور ترک جمعہ کے لئے بیماری کے عذر ہونے کا ذکر نہیں فرمایا، اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جن اعذار کی بنیاد پر ترک جمعہ و ترک جماعت کا حکم دیا گیا ہے، وہ جواز کے درجہ میں ہے، یعنی معذور شخص جمعہ و جماعت سے غیر حاضر رہ کر گھر پر جمعہ کے بدلہ ظہر اور جماعت کے بدلہ انفرادی طور پر نماز ادا کر سکتا ہے، یہ حکم وجوب کے درجہ میں نہیں ہے، نماز با جماعت تو ایسا عمل ہے کہ میدان جنگ میں بھی اس کا حکم قائم رہتا ہے اور اس موقع کے لئے ایک مخصوص طریقہ کی نماز صلاۃ خوف رکھی گئی ہے، اسی طرح اس مسئلہ کو شدید بارش کے مسئلہ پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے: کیوں کہ بارش ایک یقینی و واقعی عذر ہے اور کورونا وائرس سے نمازیوں سے متأثر ہونا شبہ کے درجہ میں ہے؛ اسی لئے اگر کوئی شخص اس بیماری میں مبتلا ہو چکا ہو تو اسے مسجد میں آنے سے روکا جا سکتا ہے؛ لیکن محض شبہ کی بناء پر جماعت موقوف کر دینے کے لئے یہ دلیل نہیں ہوسکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب کوئی گھبرا دینے والا واقعہ پیش آتا تو نماز کی طرف دوڑ پڑتے، اور صحابہ مسجد میں جمع ہو جاتے (بخاری، حدیث نمبر: ۱۰۵۹) نہ یہ کہ مصیبت میں اصحاب ایمان نماز اور مسجد سے بھاگنے لگیں۔

غرض کہ انفرادی طور پر متأثرین کو پابند کیا جاسکتا ہے کہ وہ مسجد میں جماعت میں شریک نہ ہوں؛ لیکن اجتماعی طور پر مسجد میں جماعت جیسے اہم عمل کو موقوف کر دینا درست نظر نہیں آتا، ہمیں اس سلسلہ میں قرآن کی اس تنبیہ کو سامنے رکھنا چاہئے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے کو روک دے، اور اس کو ویران کر دے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدِ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ وَسَعىٰ فِي خَرَابِهَا (البقرہ:۱۱۴)

بحیثیت مسلمان ہمارا یقین ہے کہ بیماری اور صحت کا اصل فیصلہ کائنات کے خالق و مالک کے دربار سے ہوتا ہے: اس لئے ہمیں اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہئے، اور زیادہ سے زیادہ دعاء کا اہتمام ہونا چاہئے، آج کل اس سلسلہ میں مختلف حضرات کی طرف سے خواب بھی بیان کئے جاتے ہیں، اور بعض خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے ذکر کئے جاتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ خواب بے حقیقت ہوتے ہیں؛ لیکن یہ ضرور ہے کہ انبیاء کے سوا کسی کا خواب حجت شرعی نہیں ہے، اور ایسے مصائب میں کن آیات کی تلاوت کا اور دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے؟ اس کا ذکر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں موجود ہے، تو جس مسئلہ کا حل دلیل شرعی میں موجود ہو، اس میں ایسی چیز کی طرف توجہ دینا جو دلیل شرعی نہیں ہے، سمجھ میں نہیں آتا، مصیبتوں سے نجات کے لئے متعدد دعائیں منقول ہیں، ان میں سے چند مختصر دعائیں یہاں نقل کی جاتی ہیں:

(۱) استغفار کا اہتمام: ایسے مواقع پر زیادہ سے زیادہ استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے؛ کیوں کہ وبائی بیماریاں بعض دفعہ گناہوں کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی بناء پر بطور عذاب کے ہوتی ہیں، اور اس کا تدارک پورے اہتمام کے ساتھ استغفار یعنی اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ہے؛ اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ خوب الحاح کے ساتھ اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ کے دربار میں ہاتھ پھیلائے، اور رب کریم سے اپنی خطاوں کی معافی مانگے، استغفار میں وہ تمام کلمات اور دعائیں شامل ہیں، جن میں گناہوں پر معافی مانگنے کا مضمون آیا ہو، جیسے ایک مختصر دعاء ہے، رب اغفرلی وارحمنی (اے میرے پروردگار! مجھے معاف کردیجئے، اور مجھ پر مہربانی فرمایئے۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:۸۹۴)

(۲) اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ (اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت میں عافیت کا طلب گا ہوں)

(۳) اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِىْ دِيْنِىْ وَدُنْيَایَ وَأَهْلِىْ وَمَالِى (اے اللہ! میں آپ سے اپنے دین، دنیا، اہل وعیال اور مال واسباب کے سلسلہ میں معافی وعافیت طلب کرتا ہوں)

(۴) اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّئِ الاَسْقَامِ (اے اللہ! میں داغ کی بیماری، جنون، کوڑھ اور دوسری خراب تکلیف دہ بیماریوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔(سنن ابی داوءد، حدیث نمبر:۱۵۵۴)

(۵) بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم (اللہ کے نام سے، جس کے نام کی برکت سے نہ زمین کی کوئی چیز نقصان پہنچاسکتی ہے اور نہ آسمان کی، اور اللہ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں) حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح میں اسے پڑھے گا، رات تک مصیبت سے محفوظ رہے گا، اور جو شام میں پڑھے گا، وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔

(٦) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کا کثرت سے ورد۔

(۷) لا اِلٰہَ اِلا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ، کثرت سے پڑھنا؛ کیوں کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگل لیا تھا، اس موقع پر آپ نے یہ دعاء پڑھی تھی۔

(۸) صبح وشام آیت الکرسی کی تلاوت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آفات سے محفوظ رہنے کے لئے اس کی تلقین فرمائی ہے، اسے پڑھ کر بچوں میں دم کیا جائے۔

(۹) صبح وشام سورۂ فاتحہ کی تلاوت؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سورۂ شفاء قرار دیا ہے۔

(۱۰) صبح وشام سورۂ فلق وسورۂ ناس کی تلاوت کرنا اور ہاتھ پر دم کر کے پورے جسم پر دم کرنا اور بچوں پر بھی دم کرنا، اس کی بھی حدیث میں تلقین کی گئی ہے۔

جن دعاؤں کا ذکر آیا ہے، اگر ان کے الفاظ کو یاد کرنا دشوار ہو تو اپنی زبان میں اس کا مفہوم ادا کر دینا بھی کافی ہے۔

(۱۱) ان اوراد واذکار کے ساتھ ساتھ کسی بھی ضرورت کے لئے ایک نفل نماز رکھی گئی ہے، جس کو نماز حاجت کہتے ہیں، حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے، اور اس پر ہمیشہ سے سلف صالحین کا عمل رہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ مصائب سے نجات کا بہت ہی مجرب عمل ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اچھی طرح وضوء کریں اور جو ضرورت در پیش ہو، اس کو ذہن میں رکھ کر دو رکعت نماز پڑھیں، اور نماز سے فارغ ہونے بعد خوب اہتمام سے اس مقصد کے لئے دعاء کریں، اس کا اشارہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے صبر ونماز کو اللہ کی مدد حاصل ہونے کا ذریعہ بتایا ہے: **یاایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلاۃ** البتہ یہ انفرادی نماز ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو دوسری نمازوں کا ہے، اس کو جماعت کے ساتھ پڑھنا درست نہیں۔

کرونا: عجب اک سانحہ سا ہوگیا ہے

سجاد ضیغم

ایک عام آنکھ سے نظر نہ آنے والے خوردبینی جاندار کرونا وائرس نے پوری دنیا کو خوف وخطرے میں مبتلا کر کے اپنے گھیرے میں جکڑا ہوا ہے۔ کرۂ ارض پر زندگی تھم سی گئی ہے۔ کاروبار، ادارے، مہمات کیا انسان کا چلنا پھرنا اور ضروری امور کو نمٹانا بھی مسدود و محال ہوگیا ہے۔ انسان کی بے پناہ مادی ترقی اور سائنس وٹیکنالوجی میں اوجِ کمال کے باوجود کرونا وائرس نے انسان کو بے بس و بے کس بنایا ہوا ہے۔

گزشتہ صدی میں دو عالمی جنگوں، یورپ کی ۱۹۲۹ء کی شدید معاشی کساد بازاری اور دیگر انقلابات عالم سے کرونا کے خطرات کو زیادہ سنگین اور خوفناک قرار دیا جارہا ہے۔ اس نے انسانیت کی بقاء کو معرض خطر کردیا ہے۔ اس کے تباہ کن اثرات سے زندگی اور زمین کا کوئی گوشہ محفوظ نہیں۔ ہر جگہ اور ہر ملک میں کرونا کے خطرے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں گویا۔

قضا کا جبر شکستہ پروں پہ آپہنچا
عذاب دربدری بے گھروں پہ آپہنچا
ذرا سی دیر میں سورج سروں پہ آپہنچا

ان حالات میں کہ بڑی معاشی طاقتیں اور دنیا میں صحت کا بہترین نظام رکھنے والے ممالک کورنا کے سامنے ڈھیر ہوچکے ہیں۔ امریکہ ہو یا یورپ یہ ترقی یافتہ ممالک سے قابو نہیں ہورہا۔ پوری دنیا کا نظام زندگی مفلوج ہوچکا ہے۔ یورپ کے ایوانوں میں گونجتی اذانیں، چین وامریکہ میں ہونے والی دعائیہ تقریبات اور دیگر ممالک میں خالق کائنات، مالک ارض وسماوات کے حضور بلند ہونے والی مناجات، انسانی زندگی اور اس کی بقا کو لاحق خدشات وخطرات کا ثبوت اور زندگی کی ناپائیداری و بے ثباتی کا اظہار ہیں۔ بقول علامہ اقبال:

اوّل و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا
نقش کہن ہو کہ نو منزل آخر فنا

تاریخ عالم کے صفحات اس امر کی دلالت کرتے ہیں کہ ماضی میں بھی مختلف ادوار میں انسانوں کو مختلف وباؤں بیماریوں اور تباہ کاریوں کا سامنا رہا مگر موجودہ دور اور ماضی کی ان وباؤں کا فرق یہ ہے کہ اب انسان نے اپنی ساری امیدیں سائنسی ترقی سے ہی وابستہ کررکھی تھیں اس لیے حسرت ویاسیت کے گہرے سایوں نے انسان کو اپنے شکنجے میں

کسا ہوا ہے دنیا بھر میں خوف و بے یقینی کی فضا طاری ہے۔

اس وقت کرونا وائرس کے حوالے سے دنیا میں تین بڑی سازشی تھیوریز گردش کر رہی ہیں۔ایک میں اسرائیل پر، دوسری میں امریکہ و برطانیہ پر اور تیسری میں چین پر کرونا وائرس کے جینوم کو لیبارٹری میں تیار کر کے دنیا بھر میں پھیلانے کا الزام ہے۔یہ آنے والا وقت بتائے گا کہ خوب کیا ہے، زشت کیا ہے، اس جہاں کی اصلی سرشت کیا ہے!

اس وقت مین اسٹریم اور سوشل میڈیا پر کرونا کے حوالے سے معلومات کا انبار سامنے آیا ہوا ہے۔ ہر لمحہ کرونا کی خبریں، حفاظتی تدابیر کے شعور کی اطلاعات اور اس حوالے سے عالمی و ملکی صورت حال کے بارے میں تبصروں، تجزیوں، تحقیقاتی رپورٹوں اور بے بنیاد افواہوں کی بھرمار ہے۔ ہر تیسرا بندہ جسے اتنا بھی معلوم نہیں کہ وائرس کیا ہوتا ہے اور یہ اپنا لائف سائیکل کس طرح مکمل کرتا ہے؟ وہ بھی کرونا کے بارے میں معلومات کا اظہار کرتا پھرتا ہے۔ بقول افتخار عارف:

امید وبیم کے محور سے ہٹ کے دیکھتے ہیں
ذراسی دیر کو دنیا سے کٹ کے دیکھتے ہیں
بکھر چکے ہیں بہت باغ ودشت و دریا میں
اب اپنے حجرۂ جاں میں سمٹ کے دیکھتے ہیں
تمام خانہ بدوشوں میں مشترک ہے یہ بات
سب اپنے اپنے گھروں کو پلٹ کے دیکھتے ہیں

مسلمان ہونے کے ناتے، اور خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ہونے کے ناتے، ہمیں زندگی وموت اور امور جہاں بینی وجہاں بانی کے مسائل میں امریکہ و یورپ کی اندھی نقالی کی بجائے اپنے گھروں کو پلٹ کر دیکھتے ہوئے قرآن حکیم اور سیرت طیبہ سے روشنی حاصل کرنی چاہیے۔

انگریز کی ڈیڑھ سو سالہ غلامی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم مغرب سے آنے والی ہر بات، جس پر مسٹر ڈیوڈ، مسٹر رچرڈ، مسٹر رابرٹ کا نام لکھا ہوا ہے اسے استثناء کے اعلیٰ درجے پر رکھتے ہیں اور العیاذ باللہ کچھ مسلمان تو اپنی جہالت کی بدولت اسے عملی طور پر قرآن وسنت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ حالانکہ ہماری ان سے صرف سوچ اپروچ کا فرق نہیں بلکہ طرز زندگی، منہج ومقصود زندگی میں بھی زمین وآسمان کا فرق ہے بقول میر

مصائب اور تھے پر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

یہ خوف وہراس پھیلانے یا دہشت زدہ ہونے کا وقت نہیں۔ ہمیں اس وباء کا علم وشعور اور ایمان وایقان سے

مقابلہ کرنا ہے۔

دنیا بھر کی مصدقہ رپورٹوں کے مطابق کرونا وائرس سے شرح اموات ۲ سے ۳ فیصد ہے یعنی متاثر ہونے والے ۱۰۰ مریضوں میں سے ۹۷ مکمل صحت یاب ہوجاتے ہیں۔ یوں اسے قدرت کا معجزہ قرار دیں یا امت محمدیہ پر خاص رحم وکرم کہ ۹۷ فیصد متاثرہ مریض بغیر کسی کرونا ویکسین کے مکمل صحت یاب ہوجاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں مریضوں کی ریکوری یا صحت یابی کے پیچھے کونسی طبی وجوہ یا میڈیکل ریزننگ ہے اس کا جواب طبی ماہرین کی آراء کے مطابق قوت مدافعت یا امیونٹی ہے۔ قوت مدافعت کو بہتر رکھنے کے لیے آپ کو اینٹی جن اور اینٹی باڈیز کی خالص بیالوجیکل اصطلاحات کی باریکیوں اور گہرائیوں میں لے جانے کی بجائے سردست اتنی گزارش ہے کہ اچھی غذا اور اچھے ماحول سے آپ اپنی قوت مدافعت بہتر رکھیں۔ پریشان ہونے، ٹینشن یا ڈپریشن کا شکار ہونے سے قوت مدافعت کے کمزور ہونے اور آپ کے مختلف بیماریوں کا تر نوالہ بننے کے امکات بڑھ جاتے ہیں۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ کرونا سے بچاؤ کے لیے مستند ماہرین کی آراء کے مطابق احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے علاوہ اپنی قوت مدافعت کسی صورت کم نہ ہونے دیں۔ خوفزدہ ہونے کی بجائے علم وتدبر، روشنی وآگہی سے اس وباء کا مقابلہ کریں۔ اسلامی تعلیمات کو حرز جاں بنائیں۔ مغربی سائنس آپ کو آج ہاتھ بار بار دھونے کی تلقین کر رہی ہے۔ اسلام نے تو روز اول سے طہارت وصفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔

گردوپیش کی خبروں سے اعصاب وقویٰ کو مضمحل کرنے کی بجائے حریم دل میں اسلام کے آفاقی اصولوں کے چراغ روشن کر کے احتیاطی تدابیر کے ساتھ ساتھ معاشرے کے محروم، بے نوا و بے کس اور ان حالات میں کاروبار زندگی سے معطل لوگوں کی مدد کر کے وبا کے دنوں میں خدمت خلق سے نصرت خداوندی حاصل کریں۔

لعنت کرنا برا عمل

''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک لعنت کرنے والے نہ گواہ ہوں گے، نہ شفاعت کرنے والے ہوں گے قیامت کے دن۔'' (صحیح مسلم)

بدگمانی سے بچنا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدگمانی سے بچو اس لیے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔'' (صحیح بخاری)

لاچار قوم

سید شہاب الدین شاہ

تحریک پاکستان وہ تحریک تھی جسکی تائید میں بھر پور حصہ لینے والی دیگر ملحقہ مسلم ریاستیں بھی میدان میں اُتریں۔ جن میں ریاست ارکان بھی پیش پیش رہی جسکے عمائدین (اکثریتی مسلمان) قیام پاکستان کے جذبوں سے سرشار تھے۔ لیکن المیہ درالمیہ یہ رونما ہوگیا کہ نادیدہ قوتوں نے الحاق پاکستان کی دوڑ میں سے ریاست ارکان کو نکال باہر کر دیا۔

یوں ریاست ارکان پر برما کی بدھسٹ حکومت قابض ہوگئی۔ اور آج ستر سال سے زائد مدت گزرنے کے باوجود ارکان کے روہنگیا مسلمان اپنی پوری نسل کی بربادی کا نوحہ خاموش لبوں پر سجائے بنگلہ دیش کے سرحدی علاقے کے اس ریفیوجی کیمپ میں لاچار ترین زندگی نما موت سے نبرد آزما ہیں۔ جہاں پوری قوم مقید ہے، ان کے نومولود بچے پیدائشی قیدی ہیں اور یہ وہ قیدی ہیں جنہیں بہتر علاج بہتر روزگار بہتر ذرائع آمدن اور بنیادی انسانی حقوق حاصل کرنے کیلئے پاکستان میں موجود کشمیری وافغانی مہاجرین کی طرح ملک کے دور دراز علاقوں میں جانے یا کسی قسم کا روبار وغیرہ کوشش کی کرنے کی قطعاً اجازت نہیں بلکہ قانوناً جرم ہے۔

یہ وہ قوم ہے جن کی باعفت ماؤں بہنوں کو ورغلا کر اغوا کر کے دوسرے ممالک میں بھیج کر مختلف قحبہ خانوں اور فحاشی کے اڈوں کی زینت بنانے کی گھناؤنی وارداتیں کی جارہی ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جن کے نابالغ بچے کم وبیش پانچ لاکھ کی تعداد میں تاریک مستقبل کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ جن میں سے اسی فیصد بچے ایسی این جی اوز کے نرغے میں آچکے ہیں جو اسلام مخالف زہریلی تعلیم دینے میں مصروف ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جو دلدل نما کیچڑ میں لت پت، پینے کے صاف پانی، کھانے کے لیے مناسب کو خوراک اور رہنے کے لیے بانسوں سے بنے جھونپڑے میں زندگی بسر کرنے تک کے لیے ترس رہی ہے۔

قارئین محترم! اس بات قطعی انکار ممکن نہیں کہ دنیا بھر میں مسلمان کئی مصائب ومشکلات سے دو چار ہیں، کشمیر، فلسطین، شام اور افغانستان جیسے ممالک کے اسلام پسند لوگوں کو گوناگوں مسائل درپیش ہیں۔ لیکن روہنگیا مسلمان جس کسمپرسی وبے چارگی کے صحرا میں مارے مارے پھر رہے ہیں اس کی مثال کرہ ارض پہ نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ UNO نے بھی روہنگیا قوم کو دنیا کی بدحال ترین قوم قرار دیا ہے۔ اس پر مستزاد وہ اطلاعات ہیں جن کے مطابق اب ان بے بس و مقہور مسلمانوں کی آخری متاع، ان کا ایمان بھی چھیننے کی کوششیں شروع کی جاچکی ہیں۔ ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق قادنی مربیوں کی ایک ٹیم اسلام کے نام پر باقاعدہ NGO کی شکل میں مہاجرین کے کیمپ میں کام شروع کر چکی ہے،

جنھوں نے اپنی ارتدادی مساعی کا دائرہ درجنوں پناہ گزین خاندانوں تک وسیع کر رکھا ہے۔منکرین ختم نبوت کا یہ گروہ تیزی کیساتھ اپنے نیٹ ورک کی توسیع میں مصروف ہے، جسے عالمی اسٹیبلشمنٹ کی اشیر بادبھی حاصل ہے۔

حضرات گرامی مختصراً ریاست ارکان بارے چند حوالے درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ روہنگیا مسلمانوں کے بنیادی مسئلے کو سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔میانمار کا پرانا نام برما ہے۔یہاں آنے والے عرب تاجروں نے اسلام متعارف کرایا۔اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں شاہ شجاع بنگال کا نگران تھا۔اس نے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کی جو ناکام ہوگئی۔بغاوت کی ناکامی کے بعد وہ چٹاگانگ کے راستے سے برما کے علاقے ارکان میں روپوش ہوگیا۔چٹاگانگ سے ارکان جانے والی ایک سڑک کو آج بھی شجاع روڈ کہا جاتا ہے۔

ارکان ریاست کے حکمران ساندہ ٹھودھاما نے شاہ شجاع سے وعدہ کیا کہ وہ اسے مکہ مکرمہ جانے کے لیے بحری جہاز فراہم کریگا۔لیکن اس نے اپنا وعدہ توڑ دیا اور شاہ شجاع کو لوٹ لیا۔بعدازاں اورنگ زیب عالمگیر نے اپنی فوج بھیج کر چٹاگانگ پر قبضہ کر لیا جو ارکان ریاست کا حصہ تھا، یوں چٹاگانگ کے راستے سے مغلوں اور بنگالیوں کی ارکان میں آمد ورفت شروع ہوگئی۔1857ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف آزادی کی مسلح جدوجہد کی ناکامی کے بعد آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو رنگوں میں نظر بند کیا گیا۔برطانوی حکومت نے برما کو برٹش انڈیا کا حصہ بنا دیا اور بڑی تعداد میں انڈینز کو برما میں لاکر بسایا گیا جنہیں برٹش انڈینز کہا جاتا تھا۔1937ء میں برما کو برٹش انڈیا سے علیحدہ کر دیا گیا۔دوسری جنگ عظیم میں جاپان نے برما پر قبضہ کر لیا تو مقامی بدھسٹوں نے جاپان کا ساتھ دیا۔برطانوی فوج نے ارکان کے مسلمانوں کو اسلحہ فراہم کیا اور انہوں نے جاپانی فوج کے خلاف مزاحمت شروع کردی۔برطانوی حکومت نے ارکان کے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے علاقے کو ایک آزاد ریاست کے طور پر قبول کر لیا جائے گا لیکن درحقیقت ان مسلمانوں کو جاپانی فوج کا راستہ روکنے کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی تو ارکان کے مسلمانوں نے آل انڈیا مسلم لیگ سے رابطہ قائم کیا اور شمالی ارکان مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان میں حصہ لینا شروع کر دیا۔1947ء میں ارکان مسلم لیگ کا ایک وفد محمد علی جناح سے ملا اور درخواست کی کہ ارکان کو پاکستان میں شامل کر لیا جائے کیونکہ ارکان اور چٹاگانگ کے لوگوں کی زبان اور رہن سہن میں زیادہ فرق نہیں، لیکن بانیٔ پاکستان نے ان کے ساتھ جھوٹا وعدہ نہ کیا۔1948ء میں برما کو بھی آزادی مل گئی۔ارکان میں مسلمانوں کے ایک گروپ نے اپنی آزادی کے لیے جہاد کا اعلان کر دیا۔جسکے باعث پاکستان اور برما میں کشیدگی پیدا ہوگئی۔برما کی حکومت نے الزام لگایا کہ ارکان کے باغی مسلمانوں نے چٹاگانگ میں اپنے تربیتی مراکز قائم کر رکھے ہیں۔یہ مزاحمت کئی سال جاری رہی جو 1962ء میں برما میں فوجی حکومت قائم ہونے کے بعد ختم ہوئی۔1971ء میں بنگلہ دیش حکومت قائم ہونے کے بعد روہنگیا مسلمانوں کا پاکستان سے رابطہ ختم

ہوگیا۔ 1982 میں روہنگیا مسلمانوں پر ظلم وزیادتی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ برما کی حکومت نے ان کی شہریت منسوخ کردی۔ سرکاری نوکریوں سے بھی نکال دیا اور تعلیمی اداروں کے دروازے بھی ان پر بند کردیئے گئے۔ روہنگیا مسلمانوں نے برما سے بھاگنا شروع کردیا۔ تقریباً دولاکھ مہاجرین پاکستان آ گئے۔ 2012ء سے 2016ء کے عرصے میں روہنگیا مسلمانوں پر زیادہ سختی کی گئی تو ان کی یہ ہجرتیں بنگلہ دیش، بھارت، تھائی لینڈ، ملائیشیا سمیت متعدد ممالک تک پھیل گئیں۔ روہنگیا کی اکثریتی تعداد مہاجر بن چکی ہے۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف امداد طلب نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ پاکستان میں یہ تأثر ہے کہ برما پر چین کے ذریعے دباؤ ڈالا جاسکتا ہے۔

روہنگیا مسلمانوں کا معاملہ کشمیر سے مختلف ہے مگر فلسطین سے قدرے مماثلت رکھتا ہے۔ اہل کشمیر کو بھارت اپنا شہری بنانا چاہتا ہے اور وہ اس پر آمادہ نہیں اہل فلسطین کا مسئلہ یہ ہے کہ اُنہیں اپنے ہی گھر سے بے دخل کیا گیا ہے۔ اسرائیل کی ناجائز آبادکاریوں پر اقوام متحدہ کی بہت سی قرادادیں موجود ہیں۔ روہنگیا مسلمانوں کا بھی یہ مسئلہ ہے کہ انہیں اپنی ہی زمین پر اجنبی بنا دیا گیا۔ یہ عالمی قوتوں کی ذمہ داری تھی کہ بیسویں صدی کے اس المناک مسئلے پر توجہ کرتیں جو ان کا اپنا تشکیل کردہ تھا، اور اقوام متحدہ کا فورم لوگوں کے حقوق کا دفاع کرتا، مگر ایسا نہیں ہوسکا۔ مذکورہ المیے کے حوالے سے ان قوتوں کی بے حسی دورِ جدید کا بڑا اخلاقی المیہ ہے۔ یہ بات شک وشبے سے بالاتر ہے کہ برما میں انسانی حقوق کی پامالی نہ صرف جاری ساری ہے بلکہ جاری رہنے کا امکان ہے، یہ سوال اپنی جگہ قائم ہے کہ اقوام متحدہ وہاں 2007ء سے 2017ء تک ہونے والے دہشت ناک واقعات (جواب بھی جاری ہیں) کی روک تھام میں کامیاب کیوں نہیں رہا۔ بالخصوص رخائن اسٹیٹ جس ہولناک انسانی المیے سے دوچار ہے اس کی روک تھام کا عمل احتجاجی بیانات اور مذمتی قراردادوں تک ہی محدود ہے۔ اقوام متحدہ کی جانب سے ہر بار یہی کہا جاتا ہے کہ آئندہ ایسا عمل برداشت نہیں کیا جائیگا۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ اگلی بار پھر دنیا کے کسی اور گوشے میں اس سے بھی زیادہ سنگین واقعات جنم لے لیتے ہیں اور اقوام متحدہ کچھ بھی نہیں کرپاتی۔

درحقیقت روہنگیا مسلمان برما کی آبادی کا قلیل حصہ ہیں۔ جو رخائن اسٹیٹ میں محدود ہیں۔ 1982 میں برما میں نئے قوانین کے نفاذ کے بعد روہنگیا مسلمانوں سے شہریت بھی چھین لی۔ اُنہیں سٹیزن شپ سے محروم کرکے ''سٹیٹ لیس'' بے ریاست و بے وطن کردیا گیا، ان سے نقل وحمل کا حق بھی چھین لیا گیا، انہیں صحت وتعلیم جیسی سہولتوں سے محروم کرکے سماجی خدمات تک رسائی روک دی گئی، اکثر جگہوں میں ان پر ملازمت کے دروازے بند کردیئے گئے۔ 2014ء میں ہونے والی مردم شماری میں روہنگیا مسلمانوں کو شمار ہی نہیں کیا گیا۔ اسی لیے 2015ء کے انتخابات میں انہیں ووٹ ڈالنے کے حق سے محروم کردیا۔ انہیں شادی کے لیے حکومت سے اجازت لینا پڑتی ہے۔ جس کے بغیر وہ شادی بھی نہیں کرسکتے۔

روہنگیا مسلمانوں کو مناسب کھانا پینا تک دستیاب نہیں۔ انسانی درندوں کے ظلم کی آندھیوں کی زد پر انکی زندگیوں کے چراغ گل ہوتے جارہے ہیں۔ عالمی طاقت امریکہ نے انسانی حقوق کی پامالی کے نام پر کئی ممالک کے خلاف محاذ آرائی کی، لیکن میانمار میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم پر خاموشی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مغرب نے ہمیشہ اسلامی شناخت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اس بات میں بھی کوئی شک وشبے کی گنجائش نہیں ہے کہ بلوائی امریکہ کی شہ پر ہی مسلمانوں کو اپنی جارحیت اور بربریت کا نشانہ بنارہے ہیں۔ کیا اگر یہی ظلم وستم برما میں یہود و ہنود پر ڈھایا جارہا ہوتا تو امریکہ خاموشی کا مظاہرہ کرتا؟ کیا صرف اظہار مذمت سے حالات کو کنٹرول میں کیا جاسکے گا۔

سولہویں صدی سے آباد روہنگیا مسلمان جن کی کئی نسلیں یہیں پروان چڑھی ہیں انہیں شہریت سے محروم رکھنا کھلی زیادتی ہے۔ خطے میں قیام امن کیلئے برما میں انسانیت سوز اور ظالمانہ قوانین کو ختم کر کے شہریت کے حقوق کو بحال کرنا ہوگا۔ یہاں ضرورت اب اس امر کی ہے کہ اقوام متحدہ مسلمانوں کے قتل عام کو رکوانے کے لیے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کرتے ہوئے برما کو سلامتی کونسل کے ذریعے مجبور کرے کہ وہ روہنگیا کی نسل کشی سے باز آئے۔ روہنگیا مسلمانوں کے محفوظ مستقبل کے لیے اسلامی ممالک کو بھی چاہیے کہ ان کے تحفظ اور حقوق کی جنگ لڑنے کے لیے خاموشی توڑتے ہوئے ایک مؤثر اور فعال کردار ادا کریں۔

اقوام متحدہ کی عموماً اور برما کے تمام پڑوسی ممالک کی خصوصاً یہ اخلاقی و قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ روہنگیا مہاجرین کو پناہ گزین کے طور پر قبول کریں۔ انہیں عزت کے ساتھ رہنے سہنے، تعلیم، کاروبار اور علاج معالجہ کی بھرپور سہولتیں فراہم کی جائیں۔ روہنگیا مسلمانوں کو ان کی شہریت سے محروم کرنا کوئی درست اقدام نہیں۔ نصف صدی قبل 4 ملین آبادی قتل عام اور دباؤ کی پالیسوں سے تقریباً ایک تہائی تک رہ گئی ہے۔ برمی فوج کی جارحیت کے شکار روہنگیا مسلمان اپنے ہی ملک میں پناہ کی تلاش میں دربدر ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ جن کے اس وقت پانچ لاکھ آٹھ سے بارہ سال تک کے بچے بچیاں تاریک مستقبل کا شکار ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں مختلف NGO تعلیم وخوراک نام لے کر اپنے اسباب و وسائل کے ذخائر کی مدد سے انہیں اسلام کا باغی بنانے پر مصروف عمل ہیں۔

علماء کرام اور اعاظم مشائخ کے اعتماد یافتہ اور مستند ادارے خالد بن ولید ٹرسٹ، ارکان کے بینر تلے کم وبیش تریسٹھ ہزار بچے زیر کفالت ہیں جنکی اسلامی و دنیاوی تعلیم خوراک وغیرہ کا انتظام کرنے میں یہ ٹرسٹ کوشاں ہے۔

قارئین محترم! ماہ رمضان میں روہنگیا مہاجرین کے ریفیوجی کیمپس میں ہمیشہ کی طرح اس سال بھی مہاجرین کی سحری وافطاری کے وسیع انتظام کی تیاری شروع ہے۔ لہٰذا صاحب خیر حضرات کے لیے موقع ہے کہ وہ اس عظیم کار خیر کا حصہ بنیں۔ ٹرسٹ کے صدر مولانا عبدالقدوس برمی کے ساتھ اس نمبر پہ رابطہ کیا جاسکتا ہے: 0336-7048241

واقعات امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ضمن میں......

ایک فی البدیہہ شعر اور مولانا منظور مینگل کی روایت کی تصحیح

سید محمد کفیل بخاری

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کا ایک فی البدیہہ شعر:

ملتان میں ایک شاعر و سیاسی کارکن پروفیسر محمد علی بخاری ہوا کرتے تھے۔ مسلکاً شیعہ اور مشرباً مارکسی کمیونسٹ تھے۔ ان کے ایک دوست سید مبارک علی تھے۔ اپنے کام سے آتے جاتے اکثر دونوں دوست حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے ہاں بھی آ جاتے۔ کبھی ان کے ساتھ ملتان کے معروف شاعر و ادیب باسم میواتی بھی ہوتے۔

سنہ ۱۹۴۹ء میں جماعتِ احرار نے ملکی انتخابی سیاست سے علیحدگی اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا اور احرار کی قیادت بشمول حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی جانب سے پاکستان کے استحکام و ترقی کے لیے لیگی حکومت کے ساتھ تعاون علی الخیر کا اعلان کیا جانے لگا۔ یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے کہ ایک روز پروفیسر محمد علی بخاری نے میرؔ کی زمین ''اے کشتۂ ستم تیری غیرت کو کیا ہوا'' میں اپنی غزل امیر شریعت کو سنائی جس کے دو اشعار یہ ہیں:

پیمانِ حفظِ دین و شریعت کو کیا ہوا
کچھ تو کہو امیرِ شریعت کو کیا ہوا

پھر ہم ہیں، وہ ہیں اور عقیدت کے پھول ہیں
جانے بتوں سے پہلی عداوت کو کیا ہوا

اصل میں پہلے شعر کا دوسرا مصرع یہ تھا:

''تقدیرِ دو جہاں کی امانت کو کیا ہوا''

لیکن امیر شریعت کو سناتے وقت مصرع بدل کر طنز کیا۔

میرے والد ماجد حضرت حافظ سید محمد وکیل شاہ بخاری رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ایک روز یہ حضرات حسب معمول امیر شریعت کے پاس آئے۔ پروفیسر محمد علی بخاری نے اپنے طنزیہ شعر کو بعد میں اس طرح بھی سنایا:

مسلک بدل کے آج قیادت کے ساتھ ہے
کس سے کہیں امیر شریعت کو کیا ہوا

اس طنزیہ شعر کے جواب میں امیر شریعت نے فی البدیہ شعر کہا:

سید کے بالکے کا بھی کعبہ ہے ماسکو
سادات کی حمیت و غیرت کو کیا ہوا

پروفیسر محمد علی بخاری جواباً شعر سن کر سکتے میں آ گئے۔ ذرا سنبھلے تو داد دیتے رہے۔ کہتے شاہ جی آپ نے بھرپور وار کیا ہے اور چوکس جواب دیا ہے۔ قارئین کی ضیافتِ طبع کے لیے میر تقی میرؔ کی غزل کے تین اشعار درج کیے جاتے ہیں:

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو اُن نے، مروت کو کیا ہوا
اُمیدوارِ وعدۂ دیدار، مر چلے
آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا
جاتا ہے یار تیغ بکف، غیر کی طرف
اے کشتہء ستم! تری غیرت کو کیا ہوا

مولانا منظور احمد مینگل کی روایت، اور واقعہ کی درستی:

مولانا منظور احمد مینگل اپنے مخصوص مزاحیہ اندازِ گفتگو کی وجہ سے سوشل میڈیا صارفین کی پسندیدہ شخصیت ہیں۔ چند روز قبل ان کی ایک تقریر کا اقتباس سننے کو ملا، جس میں انھوں نے حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سفر کا ایک واقعہ نا درست طور پر بیان کیا۔ کئی احباب نے فیس بک وغیرہ پر ہی اپنے تأثرات میں پریشانی اور تحفظات کا اظہار کیا۔ واقعہ میں ایک مسافر کے ساتھ حضرت امیر شریعت کے مکالمے کے الفاظ محلِ نظر تھے۔ یہ واقعہ قدیم احرار کارکن اور شاعر و ترانہ گو جناب سید امین گیلانی مرحوم و مغفور کی کتاب ''بخاری کی باتیں'' کے صفحہ ۲۷ا ر پر ''جیسے کو تیسا'' کے زیرِ عنوان درج ہے۔ مولانا منظور احمد مینگل نے وہیں سے پڑھ کر بیان کیا۔ اگر چہ عالم دین ہونے کی حیثیت سے ان کا مکمل احترام ہے مگر ان کے اندازِ بیان سے اتفاق نہیں۔ مولانا منظور صاحب واقعہ بیان کرنے سے پہلے اگر اہلِ علم کے لائق طریقے سے اس روایت پر غور فرما لیتے تو مجھے امید ہے کہ اس طرح مرچ مسالہ لگا کر بیان نہ کر فرماتے۔

اصل واقعہ:

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ریل گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ ایک اسٹیشن پر ایک ادھیڑ عمر شخص اسی ڈبے میں داخل ہوا جس میں حضرت امیر شریعت تشریف فرما تھے۔ آپ نے اسے بیٹھنے کے لیے اپنے ساتھ جگہ دی۔ تعارف کے لیے ان کا نام پوچھا تو کہنے لگے: ''کلبِ حسین''۔

ان صاحب سے فرمایا:

''کلبِ حسین تو کوئی نام نہ ہوا۔ یہ تو انسانیت کی توہین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں تو کوئی کلبِ علی نہ تھا اور نہ ہی حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے دور میں کوئی کلبِ حسن و حسین تھا۔ جن حضرات نے سادات کرام علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو دیکھا اور ان کی اطاعت کی ان سے زیادہ محبت کا دعویٰ آج کسے ہوسکتا ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی اپنا نام 'خنزیر اللہ' رکھ لے''۔

وہ کہنے لگا: یہ کیا نام ہوا؟

آپ نے فرمایا: ''کلب حسین کیا نام ہوا؟

اللہ تعالیٰ نے تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو انسان بنایا۔ اللہ خالق اور حسین مخلوق ہیں۔

قرآن کریم نے مغفرت و نجات کے لیے جو راستہ بتایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اطاعت ہے۔ بے شک سیدنا علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی اطاعت و فرماں برداری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے اور رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے''۔

کہنے نہ کہنے کی باتیں، کچھ گزارشات:

سید امین گیلانی مرحوم و مغفور کی کتاب 'بخاری کی باتیں' پچیس تیس برس قبل پہلی بار شائع ہوئی اور مولانا منظور مینگل نے وہیں سے پڑھ کر اس واقعہ کو بیان کیا۔

سید امین گیلانی رحمہ اللہ کی اس کتاب میں بعض واقعات درست نقل نہیں ہوئے۔ یہ واقعات اور لوگوں نے بھی نقل کیے لیکن ان میں فرق ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے فرزندان کئی واقعات کے خود راوی ہیں جو انہوں نے براہ راست اپنے والد ماجد سے سنے۔ یہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔ ابناء امیر شریعت خصوصاً مولانا سید عطاء المحسن بخاری اور مولانا سید عطاء المؤمن بخاری رحمہما اللہ نے سید امین گیلانی مرحوم سے درخواست کی اور خود راقم نے بھی ایک موقع پر عرض کیا کہ کتاب پر نظر ثانی فرمائیں۔ انہیں متنازعہ مقامات کی نشان دہی بھی کی لیکن: اے بسا آرزو کہ خاک شدہ، کے مصداق وہ کتاب پر نظر ثانی نہ کر سکے۔ بعض فروگزاشتیں شورش کاشمیری اور جانباز مرزا مرحوم سے بھی ہوئیں۔ انہیں بھی متوجہ کیا گیا لیکن معاملہ وہیں کا وہیں رہا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور دیگر اکابر سے متعلق مختلف کتابوں میں موجود متعدد واقعات قابل اصلاح ہیں۔ بڑی شخصیتوں کے ساتھ اس حوالے سے بہت ظلم ہوا ہے اور بے سروپا باتوں سے ان کی شخصی عظمت مسخ و مجروح ہوئی ہے۔ اسی طرح انٹرنیٹ پر ایک عربی خطبہ، سورۃ مریم، سورۃ یاسین اور سورۃ رحمان کی تلاوتیں حضرت امیر

شریعت سے منسوب کر کے نشر کی گئی ہیں۔ یہ تمام چیزیں مولوی اسحاق عالم کی آواز میں ہیں جو کراچی میں مقیم ایک معاصر عالمِ دین ہیں۔ اب انھوں نے اسی خطبہ کو پڑھ کر اپنی ویڈیو جاری کی اور بتایا کہ یہ میری آواز ہے۔

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی اپنی آواز میں چند ثانیوں کی ایک ریکارڈنگ ہی محفوظ ہے جو سنہ ۱۹۵۶ء میں لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک خطاب کا حصہ ہے۔

امیر شریعت رحمہ اللہ کو مزاح و لطافت میں بھی ابتذال سے تنفر تھا۔ حضرت کی طبیعت ان معاملات میں کتنی محتاط تھی اس کا اندازہ لگانے کے لیے ایک اور واقعہ پیش خدمت ہے۔

جامعہ خیر المدارس ملتان کے ابتدائی زمانہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ (ساہیوال والے) طلباء کو نصیحت فرمارہے تھے۔ آپ نے سیرت طیبہ کا کوئی واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ جملہ کہہ دیا کہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزاح بھی فرماتے تھے''۔ مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی اپنی روایت ہے کہ: قریب ہی امیر شریعت نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کے لیے نماز پڑھنی مشکل ہوگئی۔ یہ جملہ ان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ نماز مکمل کرتے ہی تیزی سے میری طرف آئے اور فرمایا:

''نا میرے مولانا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزاح نہیں دل لگی فرمایا کرتے''

حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کا بڑا حصہ فتنۂ مرتدہ مرزائیت کے استیصال میں گزرا، منکرین ختم نبوت سے آپ کو انتہائی نوعیت کی نفرت و بیزاری تھی مگر آپ نے کبھی اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے بھی ابتذال اور فحش گوئی کا سہارا نہیں لیا۔ بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی منع فرماتے تھے کہ بالخصوص دوسرے قادیانی پوپ مرزا بشیر الدین کی بدکاریوں کے واقعات عوامی مجالس میں نہ سنایا کریں کیونکہ اس میں اشاعتِ فحش ہے۔

میں نے تبلیغی جماعت کے ایک بڑے بزرگ حضرت مولانا سعید احمد خان رحمہ اللہ کا ایک بیان سنا، آپ نے چھے نمبر بیان کرتے ہوئے غالباً اکرام مسلم کے نکتے پر فرمایا: ''مجھے سب سے زیادہ فتنہ پھیلنے کا خطرہ متکلمین سے ہے، وہ اپنی گفتگو میں اخلاق کا دامن مضبوطی سے تھامیں''

متکلمین اپنی گفتگو میں دعوت کے قرآنی و نبوی اسلوب کو اختیار کریں تو یقیناً عوام میں اس کے اچھے اثرات ہوں گے اور کامیابی بھی ملے گی۔ ہنسنے ہنسانے والا کام تو اداکار اور جوکر بہتر انداز میں کر رہے ہیں، اہل دین کو یہ زیبا نہیں۔ اللہ تعالی ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔

حمد

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

صدقِ احساس کی دولت مرے مولا ! دے دے
غمِ امروز بھلا دے غمِ فردا دے دے
دھن کچھ ایسی ہو فراموش ہو اپنی ہستی!
دلِ دیوانہ و سودائی و شیدا دے دے
اپنے میخانے سے اور دستِ کرم سے اپنے
دونوں ہاتھوں میں مرے ساغر و مینا دے دے
کھول دے میرے لیے علمِ حقیقت کے در
دلِ دانا ، دلِ بینا ، دلِ شُنوا دے دے
قول میں رنگِ عمل بھر کے بنا دے رنگیں
لبِ خاموش بنا کر دلِ گویا دے دے
دلِ بے تاب ملے دیدۂ پُر آب ملے
تپِ آتش مجھے دے دے نمِ دریا دے دے
درد دل سینے میں رہ رہ کے ٹھہر جاتا ہے
جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دے دے

نعت

مولانا منظور احمد آفاقی

وہ بوئے محمد پریشاں پریشاں — وہ روئے محمد درخشاں درخشاں
دہانِ محمد دُر افشاں دُر افشاں — زبانِ محمد زر افشاں زر افشاں
خدا خود ہے ان کا نگہبان و رہبر — عزازیل ان سے گریزاں گریزاں
وہ خم دار گیسو معطر معطر — وہ چہرہ کتابی فروزاں فروزاں
وہ راہیں ہیں ان کی منور منور — وہ نقشِ قدم ہیں چراغاں چراغاں
کلامِ محمد ہے رہبر جہاں کا — جہانِ محمد شبستاں شبستاں
وہ تلقین ان کی کہین و مہین کو — وہ تعلیم ان کی دبستاں دبستاں
وہ رستہ بنا واہ کیا رشکِ جنت — چلے جس پہ حضرت خراماں خراماں
لپیٹے انھوں نے خزاؤں کے بستر — ہوئی ہر طرف پھر بہاراں بہاراں
محمد کا چرچا علیٰ رغمِ دشمن — ہمیشہ رہے گا خیاباں خیاباں
مٹے نامیوں کے جہاں نام اکثر — وہاں ان کے ساتھی نمایاں نمایاں
وہ دامن حضور آپ کا جس نے چھوڑا — بھٹکتا پھرے گا بیاباں بیاباں
وہ منہ پھٹ ، وہ گستاخ دنیا جہاں کے — سبھی ہوں گے اک دن پشیماں پشیماں
زمان و زمیں پر ، مکان و مکیں پر — رہے ان کی رحمت فراواں فراواں

☆......☆......☆

سلام عقیدت بحضور گنجینۂ افکار چوہدری افضل حق مرحوم

قاری محمد اکرام (خطیب جامع مسجد الازہر، سیالکوٹ)

سراپا پیشِ خدمت ہے عقیدت کا یہ نذرانہ
مبارک ہو شہِ احرار سے ذوقِ رفیقانہ

زبوں حالیٔ دوراں میں تو آیا یاد افضل حقؒ
رسول اللہ کا عاشق، خدا کے دیں کا مستانہ

اڑا دی پاؤں کی ٹھوکر سے تو نے افسری اپنی
کہا لبیک شاہ جی کو، ہُوا دنیا سے بیگانہ

حکیمِ حق نما افضل، مثالِ تو نمی خیزد
دگر شاید نمی آید چنیں سرشار دیوانہ

بتا دے بر برملا اکرامؔ دنیا کے مکینوں کو
یہی احرار ہے دل کے مریضوں کا شفا خانہ

خدائے لم یزل اُن پاک طینت رہنماؤں پر
کرے رحمت کی بارش تا ابد بڑھا کے روزانہ

یتیم کی کفالت کرنے والے کے لیے عظیم خوشخبری

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں مثل ان دو انگلیوں کے ہوں گے یعنی درمیانی انگلی اور سبابہ (شہادت کی انگلی) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔'' (صحیح بخاری)

بادل، بارش اور ہوا

حبیب الرحمٰن بٹالوی

میرے شہر میں واہ بھئی واہ!
طارق آباد اور گرد و نواح
شام کو اکثر آجاتے ہیں
بادل، بارش اور ہوا

باغ میں کلیاں ، پھول اور پودے
کانٹے، شبنم، بلبل چہکے
منظر منظر دیکھتا جا
قوس قزح اور بادِ صبا
بادل، بارش اور ہوا

غیروں کا حق ماننے والے
اپنے آپ کو جاننے والے
دکھ اور درد کو بانٹنے والے
سب کو مل کر ایک بنا
بادل، بارش اور ہوا

لُوٹ کھسُوٹ کا پیسا ہے
جائز ناجائز اور جیسا ہے
ایسے کو پھر تیسا ہے!
سوچ سمجھ کر توند بڑھا
بادل، بارش اور ہوا

دہلی گیٹ کی حلوہ پوری
ڈولی روٹی، میٹھی چوری
مونگ کی دال اور آم حضوری
کھاتا جا اور گاتا جا
بادل، بارش اور ہوا

میرا افسانہ　　　　(آخری قسط)

مفکر احرار، چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

مسئلہ شہید گنج

مسلمان بیدار ہو رہے تھے۔ مگر ابھی پورے طور پر سیاسی شعور پیدا نہ ہوا تھا کہ ایک اہم سیاسی الجھن پیدا کر دی گئی۔ مسجد شہید گنج جو ایک عرصہ سے سکھوں کے قبضہ میں تھی۔ دشمنان امن نے اس کے ایک حصہ کو گرانا شروع کیا۔ ہم اس وقت لائلپور میں کانفرنس کر رہے تھے۔ مولانا ظفر علی خان جو بقول مولانا محمد علی مرحوم کے کہنی مار کے آگے بڑھ جانے کے عادی ہیں۔ مجلس احرار کو ملک میں چھایا ہوا دیکھ کر کچھ کھچے کھچے رہتے تھے۔ انہوں نے لائل پور کانفرنس پر پہنچ کر کانفرنس میں ناکام شور وشر پیدا کرنا چاہا اور لاہور واپس آتے ہی مسجد شہید گنج کے واقعہ کو ہوا دینی شروع کی۔

مجلس احرار اپنے تمام سیاسی مخالفوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ حتیٰ کہ ان دوستوں کے خلاف جو ان کی بربادی کا باعث ہوئے محتاط رہنا قرین اخلاق سمجھتی ہے۔ باوجود اس کے ہمارے مخالف ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جو تحریک شہید گنج کو نامناسب بھی سمجھتا تھا، لیکن مسلمانوں میں غلط طور سے ہر دلعزیز بننا چاہتا تھا۔ اس سلسلہ میں مجھے مولانا عبدالقادر قصوری کو پیش پیش دیکھ کر بے حد صدمہ ہوا۔ اگر وہ اس میدان میں نمایاں طور سے حصہ نہ لیتے تو شاید ڈاکٹر عالم وغیرہ بھی نہ آتے لیکن یہ سب کچھ ایک لحاظ سے اچھا ہوا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ گناہ گار ہونے کے باوجود مجلس احرار خدا کی خوشنودی کو اپنے ہر معاملہ میں مقدم سمجھتی ہے۔ اور جو راستہ قوم کے لئے غلط خیال کرتی ہے اسے کسی حال میں بھی اختیار نہیں کرتی۔

یہ خبر ہمیں لائل پور معلوم ہوگئی۔ کہ لاہور میں مسجد شہید گنج کا ایک حصہ گرایا جا رہا ہے۔ ہم نے اس وقت احرار کی ورکنگ کمیٹی میں معاملہ پر کئی گھنٹے بحث کی۔ ہم میں سے کئی ایسے تھے۔ جو ۱۹۲۱ء سے شہید گنج کی واپسی کی تحریک سے متعلق تھے۔ سب کا مشورہ یہی تھا کہ معاملہ سول نافرمانی اور ایجی ٹیشن سے سلجھ نہیں سکتا بلکہ اور الجھ جائے گا۔

ہر چند مجلس احرار کو ئی حریف جماعت نہ تھی، لیکن ہمارا انتظار مناسب نہ سمجھا گیا۔ مولانا ظفر علی کی سیمابی طبیعت نواب صاحب ممدوٹ کی پرسکون آغوش میں آسودہ ہوگئی۔ خان بہادروں اور سروں کا جلوس لے کر مولانا شہید گنج کی مہم کو سر کرنے کے لیے نکلے۔ ہم سے جہاں تک ہو سکا سمجھایا کہ انقلاب سلطنت میں ضائع کی ہوئی چیز انقلاب سلطنت سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر زوری سے یا زاری سے یہ جگہ مل بھی گئی۔ تو بیسیوں ایسی متنازعہ مساجد ہیں جنہیں ہندو غلط یا صحیح مندروں پر تعمیر شدہ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ اس ایجی ٹیشن کی کامیابی کے بعد ہمیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ لیکن جوش و ہیجان کے وقت عقل کی بات کون سنتا ہے۔

مولانا ظفر علی کی صدارت میں ایک جلسہ عام میں قرار داد منظور ہوئی کہ مسجد کو آئندہ گزند سے بچانے کے لیے حکم

امتناعی حاصل کیا جائے۔ لیکن یہ ریزولیوشن ڈپٹی کمشنر کے اشارہ ابرو پر قربان کر دیا گیا۔ کسی نے حکم امتناعی اس لیے حاصل نہ کیا کہ ڈپٹی کمشنر نے ذمہ لے لیا تھا کہ مسجد نہ گرائی جائے گی۔ مسجدِ شہید گنج کے انہدام سے پہلے مولانا ظفر علی، مولانا داؤد غزنوی اور میاں امیر الدین سکھوں کے لیڈر ماسٹر تارا سنگھ اور اس کے رفقا سے ملے۔ سکھ لیڈروں نے کہا کہ مسجد کی ہم مرمت کر دیتے ہیں تم بازیابی کے لیے جھگڑا نہ کرو۔ لیکن مولانا ظفر علی خان خدا جانے کس خیال خام میں تھے۔ نہ مانے اور کہا کہ مسجد کی فورا مرمت کرو اور مقدمہ کے ذریعہ سے بازیابی کا حق ہمیں باقی رہے گا کہتے ہیں کہ ماسٹر تارا سنگھ نے کہا کہ اس کا یہ مطلب ہوا کہ داڑھی تو میں یہاں تم سے منڈ والوں اور کیس عدالت میں منڈاؤں؟ اس پر معاملہ ختم ہوگیا۔ تاہم انہدام کی جرات کسی نے نہ کی۔ آخر ہز ایکسی لینسی سر ایمرسن لاہور آئے۔ انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ڈیپوٹیشن سے ملاقات کی۔ سکھوں کے سب مقتدر لیڈروں نے یقین دلایا کہ وہ مسجد گرانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور دو روز میں پر بندھک کمیٹی کا جلسہ کر کے اس کی تصدیق کر دی جائے گی۔ یہ واقع ہے کہ ۷، ۸ جولائی کی رات کو مسجد گرائی جاتی ہے، لیکن پر بندھک کمیٹی کو علم نہیں ہوتا۔ وہ ۸ جولائی صبح گورنر سے وعدہ کی تصدیق کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں۔ خبر ملتی ہے کہ مسجد تو شب گزشتہ گر چکی ہے۔ وہ اپنے ایک مقتدر رکن سردار منگل سنگھ ایم، ایل، اے کو بھیجتے ہیں کہ اگر مسجد کا انہدام شروع ہو تو اس کو روک دیا جائے۔ لیکن ڈپٹی کمشنر نے مسجد کے قریب جانے کی اجازت نہ دی۔ وہ حکومت جو ہوا میں سازشوں کی بو سونگھتی ہے، وہ انہدام مسجد کے وقت کہاں تھی۔ جب سکھوں کے رہنماؤں نے گورنر کو کہا تھا کہ وہ مسجد گرانا نہیں چاہتے تو مسجد گرائی کیسے گئی؟ لیکن حکومت سے باز پرس کون کرتا۔ بد نیت لیڈروں کو مسجد گرائے جانے کا افسوس نہ تھا۔ انہیں یہ فکر تھی کہ کس طرح مجلس احرار کو لوگوں کی نظروں میں سے گرایا جائے۔

ہم نے ہر چند کوشش کی کہ شہید گنج ایجی ٹیشن کے علمبرداروں سے مل کر کام کریں تا کہ قوم تکلیف سے بچ جائے۔ لیکن انہیں صرف یہ دھن تھی کہ شہید گنج کو اسمبلیوں میں پہنچنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ جس نے بھی باعزت صلح کے لیے بیچ بچاؤ کرنا چاہا۔ اس کے تعاون سے انکار کر دیا گیا۔ آخر چیف جج پنجاب کی زبان سے سب نے سن لیا کہ انھوں نے مسجد شہید گنج کے بارے میں صلح کی کوشش کی، لیکن ایک مسلمان سیاست دان نے کہا کہ اگر صلح ہوگئی تو میرا الیکشن خطرے میں پڑ جائے گا۔

شہید گنج کے مسلمان شہداء پر خدا کی ہزار رحمتیں ہوں۔ لیکن اس تحریک کے بعض لیڈروں نے قوم کو اپنے مفاد کے لیے دیدہ دانستہ دھوکا دیا۔ بعض بے چارے کارکن خود فریب خوردہ تھے۔ جوں جوں انہیں شہید گنج تحریک کی حقیقت معلوم ہوئی وہ اس سے الگ ہوگئے۔ تحریک شہید گنج کے سارے واقعات ابھی تازہ ہیں۔ مولانا مظہر علی اظہر نے کتاب ''خوفناک سازش'' لکھ کر ساری تفصیل کو بیان کر دیا ہے۔ اس کو لوٹانا اور دہرانا ضروری نہیں۔ یہ تحریک در حقیقت بعض دوستوں کا ہماری پشت پر خنجر سے اچانک حملہ تھا۔ خدا ان کو معاف کرے، اور آئندہ قوم کو ایسے لوگوں کے شر سے بچائے۔

حکومت وقت، مرزائیوں اور ان مخالف دوستوں کی کوشش یہ تھی کہ احرار کہیں اسمبلیوں میں برسر اقتدار نہ آئیں۔ ۱۹۳۶ء میں الیکشن تھا۔ ابھی تحریک شہید گنج کے سارے پہلو قوم کے سامنے نہ آئے تھے۔ ہمارے خلاف طوفان مخالفت ابھی تھمنے نہ دیا گیا تھا۔ میرے حلقہ انتخاب میں ڈاکٹر کچلو کے نام سے جھوٹے اشتہارات اور لٹریچر کا سیلاب بہا دیا گیا۔ کہ مسجد

افضل حق نے گروائی ہے۔لولے اور لنگڑے آدمیوں کی لاریاں بھر کر بھجوائی گئیں۔ جو دردناک آواز میں اپنے ٹنڈ منڈ اعضا دکھا دکھا کر کہتے تھے کہ صاحبو افضل حق کی مہربانی ہے، ہم شہید گنج کے مجروح ہیں۔علاقہ میں آگ لگ گئی۔ مجھے اپنی پوزیشن کا بچانا مشکل ہوگیا۔ میں نے بارہ برس کے بعد ۹۸ ووٹ پر انتخاب میں شکست کھائی۔حکومت اور سب مخالفوں کی خواہش یہی تھی کہ میں اسمبلی میں نہ جاؤں۔مبادا راجپوت جن کی اسمبلی میں بھاری تعداد ہے، میرے ساتھ شامل ہو کر حکومت بنالیں۔ اس ناکامی کے بعد بھی میرے دل میں کدورت نہیں۔ہمیں خدمت سے سروکار رہنا چاہیے، نتائج اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ سب طوفان صرف الیکشن کے لیے تھا۔ پھر آہستہ آہستہ مخالفوں کی بے ایمانیاں بے نقاب ہونا شروع ہوئیں۔مولانا مظہر علی نے سول نافرمانی کر کے مخالفوں کی ریاکاری کا پردہ چاک کر دیا اور ۱۵۰۰ رضا کار جیل میں چلے گئے تو پنجاب گورنمنٹ کو اعلان کرنا پڑا کہ اس مسجد کو حاصل کر کے پانچ سوایسی مسجدیں واپسی کرنی پڑیں گی جو مندروں پر تعمیر ہیں۔ یہ مسجد صرف سمجھوتہ یا مقدمہ سے حاصل ہوسکتی ہے۔مسلمان اکثریت کے بل بوتے پر قانون بنوا کر یا سول نافرمانی سے حاصل نہیں کر سکتے۔اس اعلان کے بعد دنیا نے پکار کر کہا کہ پھر احرار کا کیا قصور ہے وہ تو ابتدا سے ہی یہی کہتے تھے۔

جب ہم انتخاب میں ناکام ہوئے تو بعض ارباب جہل نے کہا جماعت میں اخلاص نہ تھا۔ ورنہ کامیاب ہوتے۔کیا مخلص لازمی طور سے کامیاب ہوتا ہے؟ اگر یہ سچ ہے تو کیا یزید کے مقابلہ میں حضرت حسینؓ کے اخلاص پر شبہ کیا جائے؟ پھر یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ کے کیا معنی ہوئے؟

عزیزو! خلوص کامیابی کے لیے ضروری ضرور ہے مگر یہ فوری کامیابی کا کفیل نہیں۔اسباب اور تدبیر کے بغیر خلوص کا رتھ نہیں چل سکتا۔بعض لوگ سب لوازمات کے باوجود ناکام رہتے ہیں۔دنیا میں اتنی قوتیں کام کرتی ہیں کہ ایک انسان کی تدبیر دنیا کے تمام عناصر پر قابو نہیں پاسکتی۔بعض اوقات بڑی بڑی چیزوں پر نظر ہوتی ہے۔چھوٹی چیز نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے اور وہی شکستِ عزم کا باعث بن جاتی ہے۔انسان تدبیر کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو تقدیر کا رونا رو رو کر جمع کرتا ہے۔لیکن پراگندہ فوج کی طرح تدبیر کے اجزاء جمع ہونے اور درست ہونے میں نہیں آتے۔

نیک نیتی ناکام ہو کر بھی بیج بو جاتی ہے۔شہید کون ہوتے ہیں ناکام انسان، مگر وہ اپنی ناکامیابی سے کامیابی کی کھیتی سینچ جاتے ہیں جو کبھی کبھار بارآور ہوتی ہے۔بدنیتی فوری کامیابی کی طلب گار ہے۔لیکن خلوص کی کامیابی کے لیے ایک عمر چاہیے: ؎ آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک

جماعت احرار:

ہندستان میں مسلمانوں کے سیاسی نصب العین کی تشریح میں عقل حیران ہے۔صحرا میں کھوگئے انسان کی طرح مسلمان پریشان ہے۔جنگل میں بھٹکی ہوئی دوشیزہ کی طرح دل سے سو بار سوال کرتا ہے کہ اب کیا کروں۔ میں نے طالب علم کی حیثیت سے راستے کی مشکلات سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اپنے کمزور فہم کے مطابق جماعتی نقطہ نگاہ سے حل ڈھونڈ ھنے کی سعی کی ہے، جسے آل انڈیا احرار کانفرنس منعقد پشاور کے صدارتی خطبہ میں لکھ دیا ہے۔آپ دیکھیں کہ یہ حل صحت کے

معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔ یہ خطبہ ہماری بیس سالہ سیاسی پالیسی کا آئینہ دار ہے۔

میں خود جذبات کی مخلوق ہوں، لیکن غلطی سے قیاس کیا جاتا ہے کہ میں احرار کی پالیسی کا خالق ہوں۔ دنیا کی جماعتوں کی تشکیل جذبات اور مفاد پر ہوتی ہے۔ لیکن اسلامی جماعت کے کارپردازوں کو دونوں کمزوریوں سے بالا ہونا چاہئے۔ مسلمان لیڈر قومی مفاد کا محافظ اور عوام کے جذبات کا پاسدار ہو۔ جہاں عوام کے جذبات اور قوم کے مفاد ایک دوسرے کے خلاف ہوں، وہاں بے سمجھ عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی بجائے خود قوم کے غصہ کا شکار ہو جانا بہتر ہے، تاکہ مفادِ عامہ کو نقصان نہ پہنچے۔ یہی نظریہ شہید گنج میں احرار کی جاں گسل مشکلات کا باعث ہوا۔ احرار عوام کے غصہ کا شکار ضرور ہو گئے، مگر قوم ایک بڑی پریشانی سے بچ گئی۔ کسی قوم کی خوش نصیبی ہے کہ اس میں اچانک کوئی مخلصین کا گروہ پیدا ہو جائے۔ اس قوم کی بدنصیبی کا کیا کہنا، جس کے افراد میں ایک دوسرے کو گرا کر بڑھنے کی عادت پیدا ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان بھر میں مجلس احرار ہی ایسی جماعت ہے جس میں کہنی مار کر بڑھنے کی نہیں بلکہ دوستوں کی ہر دلعزیزی سے خوش ہونے کی خو ہے۔ ہماری جماعت میں کہنی ماروں اور لیڈری کے شیداؤں کی قطعی گنجائش نہیں۔ ہم میں ہر شخص بنیادی بننے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ نمایاں نہ ہو۔ مبارک ہیں وہ جو'' کام میں نام نہ ہو'' کے اصول پر زندگی بسر کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ سچائی میں ترقی کی استعداد بے شک ہے۔ لیکن دروغ کو فروغ اس کے ساز وسامان سے مل جاتا ہے۔ رائے عامہ خریدی جاتی ہے یا زور سے خاموش کر دی جاتی ہے۔ مخلصوں کی غریب جماعت کے لیے خدشات ان گنت ہیں۔ کامیابی اس کی ہے جو زر اور زور سے بے نیاز متبعین کی معتد بہ تعداد جمع کرے۔ احرار کی قوت متبعین کے اخلاص پر ہے۔ ورنہ بارہ مہینے دفتروں میں رمضان شریف کی برکتیں نازل رہتی ہیں۔ رائے عامہ آوارہ عورت ہے جو اس مرد کو محبوب رکھتی ہے جو تنومند تند اور تیز ہو۔ لیکن کوئی بہکانے والا مل جائے، تو طوطا چشمی اختیار کر کے اٹھا دیتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہو لیتی ہے۔ اس لیے برسرِ حکومت اور طالب حکومت گروہوں کو بدفطرت گھوڑے کے سوار کی طرح رائے عامہ سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ لگام ذرا ڈھیلی ہوئی تو پیٹھ سے گر کر سینہ کے بل آ رہے ہیں۔ رائے عامہ کو ہمیشہ اپنا میت سمجھنا، جیت کو ہار میں تبدیل کرنا ہے۔ امان اللہ نے رائے عامہ کو مستقلاً اپنا سمجھا، مگر وہ مسٹر ویشیا کے لباس میں کرنل لارنس کے بہکانے سے بگڑی اور بچہ سقہ کی غلام ہو گئی۔

شہید گنج کی تحریک ہوش کی دوا ہو گئی۔ اب احرار پٹ کر دانا ہو گئے ہیں اور رائے عامہ کے اتار چڑھاؤ پر نگاہ رکھتے ہیں۔ رائے عامہ بھکارن کی طرح ہر وقت بھیک مانگتی ہے۔ پتھر دل تماشائی کی طرح اسے خاک وخون کا کھیل پسند ہے۔ اس بھکارن کے تقاضوں کو پورا کرتے رہو، تو دعائیں اور جان پر کھیل کر تماشا دکھاتے جاؤ، تو خوش ہے۔ جہاں اس کے تقاضوں اور کھیل اور تماشوں میں فرق آیا تم دل سے اتر گئے۔ قوم کے لیے بیس برس کی قید کاٹ کر آنے والا خوش بیان اور لسان نہ ہو تو عوام اس کی خشک تقریر کو پانچ منٹ کی قربانی کر کے نہ سنیں گے۔ بلکہ منہ بسور کر گھروں کو چلے جائیں گے۔ ایک باتونی جو باتوں کے طوطے مینا بنا کر عوام کا دل خوش کرے، لوگ گھنٹوں اٹھنے کا نام نہ لیں گے جزاک اللہ کے ڈونگرے برسائیں۔ احرار اب رائے عامہ سے ہوشیار ہیں شہید گنج کے بعد مومن کی طرح احرار دوبارہ نہ ڈسے جائیں گے۔

رودادِ فسادات فرخ نگر (جولائی ۱۹۴۴ء) (آخری قسط)

مرتب: ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ

مقامی افسران:

شہروں میں خصوصاً بڑے شہروں میں جن سرکاری ملازمین کی کوئی حیثیت نہیں ہوا کرتی وہ دیہات وقصبات خصوصاً مرکز وصدر مقام سے دور دراز مقامات کے دیہات اور قصبات کی زندگی میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کا ہر شعبہ زندگی میں بھی ایک خاص اثر ہوتا ہے یہی لوگ وہاں کے سیاسی اور شہری ناخدا ہوا کرتے ہیں۔ اگر بدقسمتی سے انہی لوگوں میں سے کوئی کسی فرقہ وارانہ تعصب کے تحت کسی فریق کی جانب داری و پشت پناہی کردے تو وہ فریق ثانی کے لیے سخت مصیبتوں کا سبب بن جایا کرتا ہے۔ فرخ نگر میں مقامی عہدیدار اوران کی تفصیل حسب ذیل ہے: تھانیدار (مسلمان) نائب (برہمن) دیگر کانسٹیلان (سات ہندو ایک مسلمان) ڈاکٹر سول ڈسپنسری (ہندو) ڈاکٹر مویشیاں (ہندو) پوسٹ ماسٹر (ہندو) ہیڈ ماسٹر (ہندو) اسٹیشن ماسٹر (ہندو) دفعدار چوکیدار (ہندو) علاقہ مجسٹریٹ (ہندو) اور پھر حاکم ضلع بھی ہندو ہی ہے۔ مختصر یہ کہ

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

کب سے سیاسی تعلقات کشیدہ تھے؟

تحریک خلافت کے بعد جب شدھی اور تبلیغ کی کشمکش شروع ہوئی تو یہ علاقہ اس کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہا۔ دہلی سے آریہ پرتی ندھی سبھا کے کارکن فرخ نگر بار ہا پہنچے مگر وہ وہاں کے ہندو مسلم اتحاد کو برباد نہ کر سکے۔ سوامی سچانند نے بارہا یورش کی مگر اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مسلسل کوششیں زود یا بدیر بار آور ضرور ہوتی ہیں چنانچہ گئور کھشا کے نام پر مفسدوں کو موقع مل گیا۔ اُپدیشکوں نے ضلع گوڑ گاؤں میں گئور کھشا کی تحریک کو ہوا دی۔ چنانچہ سوفتہ ضلع گوڑ گاؤں میں قربانی گاؤ پر جھگڑا ہو گیا۔ ہندوؤں نے بموقع عیدالاضحیٰ قربانی کی گائے چھیننے کی کوشش کی۔ جہاں ہزاروں جاٹوں نے چند مٹھی بھر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ ابھی کوئی نقصان نہ ہوا تھا کہ عین اس وقت ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس مسلح گارڈ لے کر موقع پر پہنچ گیا۔ سپرنٹنڈنٹ نے مجمع کو منتشر ہونے کو کہا مگر مجمع بہت زیادہ تھا اسے اپنی کثرت پر غرور تھا۔ اسی غرور کی بناء پر انہوں نے جیکارے لگانے شروع کر دیے۔ حالات خطرناک صورت اختیار کر گئے۔ مجبور ہو کر پولیس نے فائر کر دیئے کچھ گرے، باقی بھاگے اور مٹھی بھر مسلمان قتل ہونے سے بچ گئے۔ اس بلوہ کا مقدمہ چلا تو سر چھوٹو رام جو، اب وزیر ہیں۔ ہندوؤں کی طرف

سے پیروی کرتے رہے۔ خیر یہ بات تو بحیثیت وکیل زیادہ قابل اعتراض نہیں، وہ اس علاقہ کے نمائندہ بھی تھے۔

فرخ نگر کے قریب سیواڑی میں بھی قدیم زمانہ سے مسلمان اپنے گھروں پر قربانی گاؤ کیا کرتے تھے۔ سیواڑی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی آبادی جدا جدا ہے، مگر یہاں کے ہندو مہاجنوں نے ...... جن میں رام چند بنیا سیراؤ گی خاص اہمیت رکھتا ہے...... اپنے اثر سے مہاجنوں، اچھوتوں اور جاٹوں کو اُکسایا۔ اور گذشتہ عیدالاضحیٰ سے قبل مسلمانوں کو دھمکیاں دی جانے لگیں کہ اگر قربانی ہوئی تو سوفتہ کا ساحشر ہوگا۔ یہ رام چند بنیا سیراؤ گی، سیواڑی سے ترک سکونت کر کے فرخ نگر بسا تھا۔ مگر سیواڑی میں اس کے بھائی بند کاروبار کرتے تھے۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کے ارادہ سے اطلاع پا کر ضلع میں درخواست کی کہ یہاں عرصہ دراز سے قربانی ہوتی چلی آئی ہے مگر اب رام چندر بنیا ساکن فرخ نگر ذیلدار تومانی، سکھدیو سنگھ کالڑکا، سربراہ کار سرور سنگھ، ننگلہ کے راجپوت اور کلی سنگھ، بختاور سنگھ ساکنان سیواڑی سے انہیں بموقع عیدالاضحیٰ فساد کا اندیشہ ہے۔ اور جب رام چند وغیرہ کو کسی طرح اس کا علم ہوا تو انہوں نے بمشورۂ مقامی ہندو مہاجنان و دیگر ہندو لیڈران مثل رام چند وغیرہ مسلمانوں کے خلاف درخواست دے دی کہ انہیں خطرۂ فساد ہے۔ اس درخواست میں انہوں نے فرخ نگر، خُرم پور، سیواڑی، جڑاؤ وغیرہ کے صاحب اثر وذی عزت مسلمانوں کے نام شامل کر دیئے جن میں امام صاحب اور شیخ رحمت اللہ وغیرہ کے نام خاص طور پر تھے۔ اور جن کو حالیہ فساد میں بھی ایک من گھڑت قصہ بنا کر پھانسنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ کہا یہ جارہا ہے کہ انہوں نے ۲۴ جولائی یوم فساد کو بعالم مخموری ہندوؤں کو گالیاں دیں۔ حالانکہ ۲۴ جولائی کو صبح سے فساد شروع ہو گیا تھا پنچایت کا موقع ہی کب تھا؟ بہر حال مسلمانوں کی درخواست علاقہ مجسٹریٹ نے خارج کر دی کہ قربانی گاؤ سیواڑی میں نہ ہوتی تھی۔ اُدھر مسلمانوں نے دوسری درخواست دی جس پر پھر تحقیقات ہوئی۔ مسل سنا ہے کہ صاحب کمشنر بہادر کے پاس بھیجی گئی مگر نتیجہ کا علم نہیں۔ دوسری طرف ہندوؤں کی درخواست ہندو مجسٹریٹ اے۔ ڈی۔ ایم کے روبرو پیش ہوئی۔ زیر دفعہ ۱۰۷/۱۱۷ ضابطہ فوجداری سربراہ مسلمانوں کو حوالات میں بند کر دیا گیا اور عید کے ایک یوم بعد چھوڑا گیا۔ زیر دفعہ ۱۴۴ قربانی گاؤ بند کر دی گئی اور مسلمان گذشتہ سال بہ موقع عیدالاضحیٰ اپنا فرض ادا نہ کر سکے۔ جبکہ ایک مسلمان مدرس کو جو نواب فرخ نگر کی اولاد میں سے تھے سیواڑی میں ذبیحہ گاؤ کے سلسلہ میں مستند شہادت پیش کرنے کے جرم میں فوراً ہندوؤں کی درخواست پر تبدیل کر دیا گیا۔

حوصلے بڑھ گئے:

گئو رکھشا کے نام پر تحریک اندر ہی اندر چل رہی تھی اس ایک واقعہ سے اس کے حامیوں کو تقویت پہنچ گئی اور مفسد عناصر کو صدر مقام کے طرز عمل سے جرأت پیدا ہوئی اور ان کے حوصلے مسلمانوں کے خلاف منتقمانہ جذبے کی شکل میں منتقل ہو گئے چونکہ فرخ نگر جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کا مرکز ہے۔ اور یہاں آباد مسلمانوں کی اکثر قریش برادری سے ہے، جو بوجہ اپنے کاروبار مویشیان ہندوؤں کے نزدیک زیادہ قابل ملامت ونفرت ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے خلاف سازش کا مرکز یا گئو رکھشا کا قلعہ بھی فرخ نگر ہی قرار پایا۔ جہاں پہلے سے متعصب مہاجن موجود تھے

اور اب تو رام چند مہاجن سیواڑی والا بھی یہاں ہی رہتا ہے۔ چنانچہ انسدادِ ذبیحہ گاؤ کے نام پر فرخ نگر میں سازش شروع ہوچکی تھی تا کہ امسال ہر جگہ ذبیحہ گاؤ بند کرادیا جائے اور مسلمانوں کو بجبر اس حق سے محروم کردیا جائے۔ یہ وہ جنون تھا جس نے برادرانِ وطن کو غلط راستے پر ڈال دیا اور وہ اپنے دیرینہ ہمسایوں کی جان کے لاگو ہوگئے۔

دہلی کے آریہ سماجی:

دہلی کے آریہ سماجی اُپدیشکوں کے حوصلے پست ہوچکے تھے۔ وہ مدت سے ندامت محسوس کررہے تھے۔ ان حالات نے ان میں نئے سرے سے جان ڈال دی۔ چنانچہ سنا گیا ہے کہ دہلی کے کوئی سچانند نامی آریہ اُپ دیشک فرخ نگر کئی بار آئے۔ ڈاکٹر رام چند اور دیگر ہندو مہاجنوں نے...... جن میں رام چند مہاجن لکھی مہاجن، ہیرا مہاجن، رامیشور مہاجن، دیپنا ومنشی رام مہاجن، جھنی برہمن، ہرسہائے وغیرہ وغیرہ شامل ہیں...... ایک پروگرام طے کیا جس کے مطابق گردونواح کے دیہات میں بموقع شادی بیاہ لین دین بسلسلہ کاروبار تجارت گئو رکھشا کے نام پر اپیلیں کی جانے لگیں، اجتماعات میں ہندوراج کی غلط تبلیغ ہونے لگی اور مسلمانوں کے خلاف جذبات نفرت پھیلائے جانے لگے۔ گئو ماتا کے بچانے کا غلط راستہ اختیار کیا گیا اور اندر ہی اندر مواد پکنے لگا۔ سیٹھانی کی حویلی میں ہندو نوجوانوں کو غلط جذبے کے ماتحت اکھاڑا، گتکا بازی، لاٹھی اور داؤ پیچ سکھائے جانے لگے۔ اس سلسلہ میں پنچائتیں، سازشیں، لیکچر اور تقریریں ہوتی رہیں۔ حکام نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ سیٹھانی کی حویلی ان سازشوں کا مرکز بن گئی۔ ڈاکٹر رام چند اور ان کے ساتھی مہاجن لیڈر بن گئے اور ایک خوفناک جذبۂ نفرت مسلمانوں کے خلاف پرورش پانے لگا۔

مہاراجہ سروھی کی آمد:

فساد سے تقریباً چار ماہ قبل لکھی مہاجن کے ہاں جو ریاست سروھی کا مودی (داروغہ) ہے شادی تھی۔ اس شادی میں شمولیت کے لیے مہاراجا سروھی تشریف لا رہے تھے۔ بدقسمتی سے گڑھی ہرسرؤ پہنچ کر راجا صاحب کی موٹر خراب ہوگئی۔ راجہ صاحب وہیں رک گئے مگر ان کا عملہ وطائفہ فرخ نگر شادی میں شامل ہونے کے لیے پہنچ گیا۔ دیہات اور قصبات میں عام رواج ہے کہ جہاں کسی کے ہاں برات میں گانے والی رنڈیاں آئیں، تمام گاؤں بلاتخصیص مذہب گانا سننے کے لیے جمع ہوجاتا ہے۔ ایسا ہی فرخ نگر میں ہوا، کرسیاں اور مونڈھے بچھ گئے، شامیانے تن گئے اور باراتی میزبان اور گاؤں کے سربرآوردہ لوگ آگے آن کر بیٹھ گئے۔ محفل طرب گرم تھی کہ ایک ہندو جاٹ نے رحمت اللہ صاحب کے بھتیجے کو جو مونڈھے پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ کر چلے جانے کو کہا۔ لڑکے کو یہ بے عزتی ناگوار گزری۔ فریقین میں کچھ تلخ کلامی ہوئی۔ یہ انسانی فطرت کا تقاضا تھا۔ کچھ لڑکے اردگرد موجود تھے، جنہوں نے اپنے ساتھی کی بے عزتی پر برا منایا۔ گانے بجانے کا مجمع سیاسی جلسوں سے زیادہ مختلف نہیں ہوتا۔ فرق صرف نیکی اور بدی کا ہوتا ہے۔ ورنہ جس طرح دو آدمی شور مچا کر جلسہ برباد کردیتے ہیں اسی طرح یہ بزم طرب جو سیاسی جلسوں سے بھی زیادہ نازک تھی ذرا سے شور شرابے کی نذر ہوگئی۔ محفل ختم ہوگئی، رنڈیوں نے

جن کو راجا صاحب نے بھیجا تھا برا منایا۔ واپسی پر یہ سارا ماجرا راجا صاحب کے گوش گزار کیا گیا۔ وہ بھی بھڑ کے اور سنا ہے کہ راجا صاحب نے اہل فرخ نگر (ہندوؤں) کو مطعون بھی کیا اور انہیں بہت شرم اور غیرت دلائی کہ مٹھی بھر مسلمان تم سے قابو نہیں ہوتے تو ہم کو کہا ہوتا۔ آگ کی دبی چنگاریوں کو دامن کی ہوا مل گئی مشہور یہ ہے کہ مہاراجا صاحب نے بھی گئور کھشا کے نام پر دس ہزار روپیہ دان دیا گئورکھشا کے نام کو بہت ہی غلط استعمال کیا گیا۔ اسی نام پر اس علاقہ میں جتھا بندی ہوئی۔

سازش بڑھ گئی:

دانیوں نے دان دینے شروع کیے۔ ممکن ہے بعض نے خالص مقدس مذہبی جذبے کے تحت دان دیا ہو مگر عام طور پر پراپیگنڈا بہت زہریلا ہوا۔ سیواڑی کی کامیابی نے اچھا خاصا موقع پیدا کر دیا۔ عوام ہندوؤں کو گمراہ کیا گیا۔ مفسدین کی بن آئی مگر کھلم کھلا راجا سروھی کی توہین اور سیواڑی کے مسلمانوں کی درخواست ذبیحہ گاؤ کا بدلہ لینے کے لیے کوئی موقع ہاتھ نہ آ سکا۔

سُرتی کا اسلام قبول کرنا:

سُرتی دختر چھجو کھاتی کی دہلی کے قریب بیگم پور میں شادی ہوئی، کچھ عرصہ بعد وہ بیوہ ہوگئی۔ اس کا بھائی اسے سسرال سے فرخ نگر لے آیا۔ بہن نے بھائی کے خلاف اپنے والد سے شکایت کی اور خوفناک چارج لگایا۔ والد مشتعل ہو گیا، مگر اس کا بیٹا دبنے والا نہ تھا۔ اس پر شیطان سوار تھا، بحالت مجبوری والد اپنی لڑکی کو لے کر اپنے ہمسایہ منّا پٹھان کے گھر آ گیا۔ لڑکے نے پنچایت کی، ہندو طرف دار بن کر آ گئے۔ جب باپ نے لڑکی کی بپتا سنائی اور ہندوؤں کو ڈانٹ بتائی اور سوسائٹی کے گرے ہوئے کیریکٹر کا ذکر کیا تو چھجو کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ چھجوا یک روز غالباً فساد سے دو ماہ بیشتر سُرتی کو لے کر دہلی پہنچا تا کہ اُسے اس کی منشا کے مطابق مسلمان بنوا دے۔ بدنصیب منّا (نور محمد) بھی از راہ ہمدردی آیا۔ جامع مسجد دہلی میں سُرتی مسلمان ہوئی اور اس کا اسلامی نام نور بی رکھا گیا۔ مولوی صاحب نے اسلامی اصول کے مطابق اسے فرمایا کہ ابھی جوان ہو، کسی شریف آدمی سے نکاح کر لو۔ منّا تو ہمراہ تھا ہی، دونوں کا نکاح ہو گیا۔ چھجو کا بوجھ ہلکا ہوا، وہ فرخ نگر تنہا واپس آ گیا۔ کچھ دن دونوں میاں بیوی کسی گاؤں میں رہے، پھر فرخ نگر چلے آئے۔ فرخ نگر میں ان کے ایک ماہ تک کے قیام کے بعد مفسدین نے پھر کھچڑی پکانی شروع کی۔ ایک روز ۱۷ر جولائی کو پنچایت کر کے مسلمانان فرخ نگر سے مطالبہ کیا کہ وہ سُرتی کو واپس دے دیں۔ مسلمانوں نے سُرتی اور منّا کی حمایت نہیں کی۔ بلکہ صاف کہہ دیا کہ ہم ان کے ساتھ نہیں۔ ہمارا آپ کا چولی دامن کا ساتھ ہے، سرتی سے پوچھ لو اگر وہ جانا چاہے تو خوشی سے لے جاؤ۔ سُرتی نے انکار کیا تو مسلمانوں نے کہا کہ نہ ہم نے انہیں مسلمان کیا اور نہ اس قصہ میں ہمارا ہاتھ ہے۔ دہلی کے مسلمانوں نے اسے مسلمان کیا ہے، تم جانو اور وہ جانیں۔ یہاں تک تو بات درست تھی۔ مگر ہندوؤں نے قتل کی دھمکیاں دیں اور سخت سست کہہ کر گھروں کو روانہ ہو گئے۔ پھر اندر ہی اندر سازش ہوتی رہی مسلمانوں کو کانوں کان خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوتا ہے۔ البتہ مسلمانان فرخ نگر نے شرافت سے کام لیتے ہوئے اور برادران وطن کی دلداری کی خاطر منّا اور سرتی سے کہہ دیا کہ تم دونوں گاؤں سے چلے جاؤ تمہاری وجہ سے ہمارے

تعلقات خراب نہ ہو جائیں۔ بھولی قوم یہ نہ سمجھی کہ سرتی بناءِ فساد نہیں فساد تو با قاعدہ سازش کا نتیجہ ہے۔

سُرتی کی روانگی اور اغواء:

۲۱ جولائی کی صبح کو چھے بجے کی گاڑی سیمتًا اور سُرتی فرخ نگر سے دہلی کو جانے والی گاڑی میں سوار ہو گئے۔ ہندوؤں کو پتہ چلا تو انہوں نے رات ہی کو بندوبست کر لیا۔ سلطان پور اسٹیشن کو ملحقہ دیہات کے ہندو سورماؤں نے سورج طلوع ہونے سے بیشتر گھیر لیا۔ ریلوے لائن کے دونوں طرف دیہاتی با قاعدہ کھڑے تھے۔ فرخ نگر سے جھمّن برہمن زنانہ لباس پہن کر زنانہ ڈبے میں سوار ہو گیا اور جب گاڑی چل پڑی تو گھونگٹ اتار کر عورتوں کی تلاشی لینے لگا۔ اس حرکت پر بعض عورتوں نے برا منایا، مگر جھمن نے اپنا مقصد ظاہر کر کے معاملہ کو درست کر لیا۔ سرتی غریب کو پکڑ لیا گیا اور جب سلطان پور کا اسٹیشن آیا گاڑی کھڑی ہوئی تو جھمن کے اشارہ پر دوسرے ڈبوں سے اور باہر سے ہندو ٹوٹ پڑے۔ نوربی (سُرتی) چلاتی رہی کہ میں مسلمان ہوں، دہلی جا رہی ہوں، مجھے ان ہندوں سے بچاؤ! مگر بچاتا کون وہاں تو کوئی بھی مسلمان نہ تھا۔ منّا کم بخت ڈر گیا، ہجوم دیکھ کر اسے حوصلہ نہ پڑا، وہ ایک ڈبے میں دبک کر بیٹھا رہا اور تیسرے سٹیشن پر جہاں ہندوؤں کا ہجوم کم تھا اتر کر ادھر اُدھر مارا مارا پھرا، اور پھر پتا نہیں کہاں چلا گیا۔ مگر سُرتی کو سلطان پور سے اغوا کر لیا گیا اور سلطان پور کے ذیلدار کے پاس پہنچایا گیا۔ دو ایک گاؤں تک اس کا پتہ چلتا ہے اس سے آگے کچھ پتا نہیں کہ اس غریب نو مسلمہ کا کیا حشر ہوا؟

فرخ نگر ہندوؤں کی منشا پوری ہو گئی:

سُرتی کا مطالبہ تھا، اسے زبردستی حاصل کر لیا گیا۔ اگر صرف سُرتی بناءِ فساد ہوتی تو پھر سُرتی کو حاصل کر لینے کے بعد تو ہندوؤں کو خاموشی سے بیٹھ جانا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ سازش کچھ اور تھی فساد کا تعلق سُرتی کے واقعہ سے قطعاً نہ تھا۔ یہ واقعہ تو طے شدہ سکیم کے راستے میں سر راہے آ گیا۔ واپسی میں ہندوؤں نے کامیابی کی خوشی میں فرخ نگر پہنچ کر پنچایت کی اور مسلمانوں کا مجلسی بائیکاٹ کر دیا۔ ۲۲، ۲۳ جولائی ۱۹۴۴ء کو ہندوؤں نے با قاعدہ تیاری کی، ملحقہ دیہات میں پروگرام بھیجا گیا۔ ۲۴ جولائی کا دن مقرر کیا گیا، نشانات و علامات بنائے گئے کہ فلاں وقت چلے آؤ۔ چنانچہ سیٹھانی کی حویلی میں بڑا نقارہ رکھا گیا۔ اردگرد کے دیہات میں بھی با قاعدہ نقارے رکھے گئے اور اطلاعات بھیج دی گئیں کہ سیٹھانی کی حویلی سے جس وقت طبل جنگ بجے اسی وقت یلغار کر دو۔

مُبارک پور والوں کی عجلت:

۲۴ جولائی کی صبح کو تقریباً دس بجے جانب شمال کے گاؤں، مبارک پور والوں کی وجہ سے قبل از اعلان جنگ گھروں سے مسلح ہو کر چل پڑے اور دس بجے کے قریب فرخ نگر کے قریب پہنچ گئے۔ ایک شریف ہندو جس کا نام رسال سنگھ ہے پولیس کو ہمراہ لے کر دروازہ پر پہنچ گیا۔ کچھ سمجھایا کچھ دھمکایا اور اس ہجوم کو کسی نہ کسی طرح واپس کر دیا۔ فرخ نگر کے

ہندو لیڈروں کو جب پتا چلا تو انہوں نے واپس ہونے والوں کے پیچھے آدمی دوڑائے کہ وقت قریب ہے اب واپس نہ جاؤ ٹھہر جاؤ اور نقارہ کی آواز پر کان دھرے رہو۔

مُسلمانوں نے کیا کیا؟

اس دوران میں مسلمان بہت پریشان ہوئے۔ ہمارے پاس ان کے حلفی بیانات موجود ہیں۔ انہوں نے حکام کو مطلع کیا اور انتہائی کوشش کی کہ فرخ نگر فساد نہ ہو مگر مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ اوّل تو ان کی شنوائی نہ ہوئی اور اگر ہوئی بھی تو انہیں طفل تسلیاں دے کر ٹال دیا گیا۔

ہندوؤں نے باقاعدہ حملہ کر دیا:

دن کے بارہ بجے ۲۴ جولائی کو ملحقہ دیہات کے پچیس تیس ہزار آدمیوں نے دروازہ خرم پور پر، جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کے محلّہ کا محل وقوع آڑے آ گیا۔ جب ہندوؤں کا مسلح ہجوم مسلم آبادی کی طرف یلغار کرتا ہوا اور نعرے لگاتا ہوا بڑھا تو مسلمانوں نے اندازہ لگا لیا کہ اب جان و مال کی خیر نہیں۔ تقریباً دو سو مسلمان دروازہ خرم پور کی آڑ لے کر حفظ ماتقدم کے طور پر لاٹھیاں لے کر دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ اپنی آبرو اور ناموس بڑی چیز ہے اور جب نتیجہ سامنے ہو کہ مارے جائیں گے ایسے موقع پر بُزدل روتا اور بھاگتا ہے، غیرت مند سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتا ہے۔ ہزارہا ہندوؤں کا ہجوم جیکارے (جنگی نعرے) لگا کر حملہ آور ہوا۔ کچھ مسلمان نوجوان جو قریش برادری کے تھے جی دار اور مضبوط تھے۔ موقع ایسا تھا کہ سارا ہجوم ایک ہی وقت میں حملہ آور نہ ہو سکتا تھا بلکہ بھیڑ کا زور حملہ کرنے والوں کو پیچھے سے آپ ہی دھکیل رہا تھا۔ جس سے مدافعت کرنے والوں کو کچھ عرصہ فائدہ پہنچتا رہا اور حملہ آور باوجود اس کے کہ جھنجھلا کر پوری قوت سے حملہ کرتے تھے منہ کی کھا کر واپس آ جاتے تھے۔ یہ سلسلہ بارہ بجے شروع ہوا اور شام پانچ بجے تک جاری رہا۔ قدرت کو کمزوروں اور مظلوموں پر ترس آ تا رہا مگر دفاع کرنے والوں کی ہمت پانچ بجے شام جواب دے گئی۔ سخت گرمی تھی، دھوپ کی شدت تھی، پانی کا ایک قطرہ نہ رہا، مدافعت کرنے والے پانی مانگتے تھے مگر گھروں سے دل خراش پیغام آتے تھے کہ بچے پانی کے بغیر بلبلا رہے ہیں۔

حملہ آوروں کا کامیاب حیلہ:

شام کو پانچ بجے جب کہ مسلمان پانی نہ ہونے کی وجہ سے نڈھال ہو رہے تھے۔ ہندو مفسدین نے نہایت ہوشیاری سے بندوق استعمال کی۔ ایک فائر کیا، سامنے ہو کر حملہ روکنے والے نوجوانوں میں سے چند ایک کے قدم ڈگمگائے، اسی پر ہجوم ٹوٹ پڑا اور مورچہ ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد حملہ آور انسان درندہ بن گئے جو نہ ہونا تھا وہ ہوا۔ چھ لاشیں موقع پر ملیں دو مسلمان ہسپتال پہنچ کر دم توڑ گئے۔ ابھی تک صرف آٹھ مسلمانوں کی قبریں فساد کی ہولناکی کا پتا دے رہی ہیں۔ قصبہ دہشت زدہ ہے۔

مسلح پولیس کی آمد:

شام کے سات بجے مسلح پولیس فرخ نگر پہنچ گئی۔ اس عرصہ میں مقامی پولیس کی حالت قابلِ رحم اور قابلِ افسوس رہی، یہ بہادر تھانے سے باہر ہی نہیں نکلے۔ اگر پولیس فرض شناسی سے کام لیتی تو شاید پہلے کی طرح ہجوم پلٹ جاتا۔ مگر مسلمانوں کی تقدیر ساتھ نہیں تھی۔ ان کی قسمت میں مرنا اور لٹنا لکھا تھا، دولت، آبرو، مویشی، اور ڈنگر ڈھور سب لٹ گئے۔

مطالبہ:

انصاف کا تقاضا ہے کہ مناسب تحقیقات ہوں۔ مجرموں کو عبرتناک سزائیں ملیں۔ مسلمانوں کا جو نقصان ہوا ہے انہیں دلوایا جائے۔ سُرتی کو اگر وہ زندہ ہے تو واپس لایا جائے۔ مسلمانوں کے گھروں پر تالے لگے ہوئے ہیں انہیں کسی اعلان کے ذریعے یقین دلایا جائے کہ قیامت کا دن گزر گیا ہے۔ اب فرخ نگر میں پولیس کا پہرہ ہے۔ کوئی خطرہ نہیں واپس آجائیں۔ چونکہ مقامی اور ضلعی حکام خصوصاً ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، علاقہ مجسٹریٹ کے طرزِ عمل کے مسلمان شاکی ہیں۔ اس لیے بہ تقاضائے انصاف انہیں تبدیل کیا جانا از حد ضروری ہے۔

موجودہ تفتیش تسلی بخش نہیں:

یہ مٹھی بھر پولیس والے جو اس خوفناک فساد کی تفتیش کر رہے ہیں، یہ بیسیوں دیہات کے مجرموں کو جو فرخ نگر پر یورش کر کے آئے اور جنہوں نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا کیسے گرفتار کر سکتے ہیں؟ اس کے لیے سٹاف بڑھنا چاہیے اور سی آئی ڈی بھی حرکت میں آئے تو کام بنے گا ورنہ معاملہ کھٹائی میں پڑ رہا ہے اور مجرم اپنے لیے قلعہ بنا رہے ہیں۔ دولت کھیل رہی ہے۔ کوئی غیر جانبدار پہنچے تو پتا چلے کہ فرخ نگر کی فساد کے بعد صورت حال کیا ہے؟

مسلمانانِ فرخ نگر کی استدعا:

مظلوم مسلمان حضرت مولانا مظہر علی صاحب اظہر جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام ہند سے ملتجی ہیں کہ وہ ان کا کیس وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کر کے فرخ نگر کو ذی اثر مخالفین کے اثر و رسوخ سے بچائیں اور ہر ممکن امداد فرمائیں۔

تاج الدین ۳۰ر جولائی ۱۹۴۴ء

نام: صحابہ کرام کے بارے میں گمراہ کن نظریات اور ان کی حقیقت تالیف: عبدالمنان معاویہ

ضخامت: ۳۷۰ صفحات قیمت: ۶۰۰ ملنے کا پتہ: مکتبہ امام اہلِ سنت، گوجرانوالہ۔ 0306-6426001

جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسی جماعت ہے جو حق کا معیار ہے۔ اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں اس امر کو پوری طرح واضح کر دیا ہے کہ وہی ایمان بارگاہِ جل وعلا میں قابل قبول ہے جو اس مبارک جماعت کی نقل میں ہوگا۔ اور مؤمنین اوائل یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے کے سوا کسی اور کا راستہ قرآن پاک کی صراحت کے مطابق جہنم کا راستہ ہے۔ چنانچہ اس مبارک ومقدس جماعت کی اتباع ومحبت ہی رسول اللہ کی اطاعت ومحبت ہے، اور اس جماعت سے انحراف و بیزاری دینِ اسلام کی بنیادوں سے بغاوت وخروج ہے۔ اور اہل سنّت والجماعت کے عقائد کی بنیاد بلکہ فرقۂ ناجیہ کی پہچان یہی ہے کہ وہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت اپنی مرضی اور پسند کی بنیاد پر نہیں بلکہ جماعتِ صحابہ کی اتباع کی روشنی میں کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علماء اہلِ سنت والجماعت نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دینی و شرعی حیثیت کو بیش از بیش بیان کرنے کو اپنا فرض منصبی سمجھا، اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی وتبدیلی کو کبھی برداشت نہیں کیا۔

دشمنان اسلام نے ہمیشہ اپنی دشمنی کے جنون میں مبتلا ہو کر اس جماعت کے مقام کو گھٹانے کی کوششیں جاری رکھی ہیں۔ اس سلسلے میں وساوس وشبہات اور جھوٹے سچے اعتراضات کی ایسی گرد اڑائی گئی کہ بہت سے اہلِ ایمان بلکہ اہلِ علم کہلانے والوں کے آئینے بھی مکدر ہو گئے، اور وہ انحراف وگمراہی کا شکار ہو گئے۔ واللہ المستعان!۔

زیر نظر تالیف میں ہندستان کے معروف تعلیمی ادارے ندوۃ العلماء سے وابستہ اور شہرت یافتہ ادیب مولانا سید سلمان حسینی ندوی کے بعض صریحاً غلط نظریات کا تعاقب کیا گیا ہے۔ مولانا موصوف ایک عرصے سے انفرادی وذاتی آراء کے اظہار اور ان پر بے جا اصرار کے مشغلے میں مصروف ہیں۔ پہلے انھیں قرآن پاک کی ترتیب بدلنے کا خیال پیدا ہوا تھا۔ اب ان کے اس مخصوص رجحان کا شکار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوئے ہیں۔ چنانچہ انھیں منصبِ صحابیت اور صحابی کی تعریف کے متعلق امتِ مرحومہ کی متفق علیہ معلومات قبول نہیں ہیں۔ ان کا کتابچہ ''لفظ صحابہ کے بارے میں غلط فہمیاں'' ان کے زیغِ فکر کے اسی رخ کا بیان ہے۔ جب یہ کتابچہ شائع ہوا تو ہندستان کے اہلِ علم وفضل نے اس کی تلبیسات پر رد کیا۔ پاکستان میں مصنفِ دفاعِ صحابہ جناب عبدالمنان معاویہ کے حق نویس قلم سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے، جو مولانا سلمان ندوی کے ان گمراہ کن افکار کا مکمل ومبسوط محاکمہ کرتی ہے۔ کتاب پر ہندوپاک کے متعدد محقق علماء وافاضل کی تقریظات وتصدیقات ثبت ہیں جو کتاب کے استناد پر دال ہیں۔ موضوعِ زیرِ بحث کے خالص علمی وفکری دائرۂ کار کے تناظر میں تدوین وترتیب کی بہتری کی گنجائش کے باوجود بحیثیت مجموعی کتاب لائق مطالعہ ہے اور اس زمانے میں صحابہ کرام سے بدظن کرنے والوں کے افکار کی ایک مؤثر تردید بھی۔

اخبارالاحرار

لاہور (یکم مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ امریکہ، طالبان امن معاہدے کو ہم دراصل بیرونی مداخلت کی شکست اور طالبان کی فتح سے تعبیر کرتے ہیں۔ آخری فتح ان شاء اللہ تعالیٰ اہل حق کی ہوگی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے بعد احرار رہنماؤں نے مرکزی دفتر لاہور سے جاری اپنے بیان میں کہا کہ عمران خان کی حکومت نے امریکی قادیانی عاطف میاں کو اقتصادی مشاورتی کونسل سے نکالنے کے باوجود اس سے مشاورت جاری رکھی ہوئی ہے اور گزشتہ دنوں مہنگائی کے توڑ کے لیے وزیر اعظم نے جو اجلاس بلایا میڈیا کے مطابق اس اعلیٰ سطحی اجلاس میں عاطف میاں کو ویڈیو لنک کے ذریعے شامل بھی کیا گیا اور اس کی گفتگو بھی کرائی گئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت قادیانیت کے نرغے میں ہے۔ جو اہلیان پاکستان کے لیے باعث تشویش ہے۔

لاہور (۳؍مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے کہ موجودہ حکومت کی بالکونیوں میں قادیانی عناصر کا اثر و نفوذ بڑھتا جا رہا ہے جو ہولناک کشیدگی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ ریاست مدینہ کے دعوؤں کی نفی ہے جبکہ حج فارم کے ایک حصے سے عقیدۂ ختم نبوت والے حلف نامے کو حذف کرنا کوتاہی یا غلطی نہیں سازش کا حصہ تھا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حج اور عمرہ کے بھیس میں جانے والے قادیانیوں کا تدارک نہ کرنا حرمین شریفین کی توہین کے زمرے میں آتا ہے اس کا ملکی و بین الاقوامی سطح پر سد باب کیا جانا ضروری ہے۔

ملتان (۴؍مارچ) شہداء ختم نبوت کا مشن قیامت تک جاری رہے گا۔ عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ اور قادیانیوں کو اسلام کی دعوت شہداء کا مشن ہے۔ پیغام ختم نبوت پوری دنیا میں پھیلاتے رہیں گے، یہ ہمارا آئینی و دینی حق ہے۔ قادیانی اسلام قبول کر لیں یا اپنی آئینی حیثیت تسلیم کر لیں۔ ان خیالات کا اظہار پندرھویں سالانہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس سے مقررین نے کیا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ قادیانی وائرس سے مسلمانوں کے ایمانوں کا بچانا ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانیوں کے بارے میں آئینی ترمیم کا خاتمہ عالمی استعمار کا ایجنڈہ ہے۔ اسلام کی عظمت، وطن کے دفاع اور آئین کے تحفظ کے لیے ہم اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ آئین کی اسلامی دفعات کو چھیڑا گیا تو عوام پوری قوت سے مزاحمت کر کے آئین کو بچائیں گے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ اسلام ہی امن و استحکام کا ضامن ہے۔ حکمران مغربی ایجنڈے کے بجائے آئین پر عمل کریں۔ انھوں نے کہا کہ ملک میں فحاشی و عریانی اور بے حیائی کا فروغ آئین اور قیامِ پاکستان کے مقاصد کے منافی ہے۔ عوام آئین کے منافی ایجنڈے کو کبھی پورا نہیں ہونے دیں گے۔

کانفرنس سے مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا جمیل الرحمٰن بہلوی، عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے رہنما مولانا وسیم اسلم، حافظ محمد اکرم احرار، شیخ حسین اختر لدھیانوی، فرحان الحق حقانی،

مولانا محمد احمد رشید، حافظ عمر فاروق، عبدالغفور معاویہ، مفتی محمد قاسم احرار اور دیگر علماء و کارکنانِ احرار نے بھی خطاب کیا۔

لاہور(۶/مارچ) تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر گزشتہ روز ملک بھر میں ''یوم شہداء ختم نبوت'' جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا۔ مختلف اجتماعات کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور خطباء عظام نے اپنی اپنی مساجد میں خطبات جمعۃ المبارک کے موقع پر شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ دس ہزار نفوس قدسیہ نے جام شہادت نوش کر کے فتنہ ارتداد مرزائیہ کا راستہ روکا اور پاکستان کو قادیانی سٹیٹ بننے سے بچالیا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، جمعیت علماء اسلام پاکستان (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، جمعیت علماء اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید، جمعیت علماء پاکستان کے رہنما قاری محمد زوار بہادر اور سردار محمد خان لغاری، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، رانا محمد شفیق خاں پسروری، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاری محمد رفیق وجھوی اور کئی دیگر رہنماؤں نے اپنے اپنے بیانات اور خطبات جمعۃ المبارک میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہمارے ایمان کی اساس ہے یہ عقیدہ نہ ہو تو امت واحدہ کا تصور معدوم ہو جاتا ہے۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء ختم نبوت ہمارے سر کا تاج ہیں اور ان کے مشن کو رواں دواں رکھنا ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ ہم دستور کی بالادستی کے لیے قادیانیوں کو ان کی متعینہ آئینی حیثیت میں دیکھنا چاہتے ہیں اس لیے قانون نافذ کرنے والے ادارے طرف داری اور غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔ تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کی قربانی رنگ لائے گی اور اسلامی نظام اس ملک کا مقدر بن کر رہے گا۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ امتناع قادیانیت قانون پر عمل درآمد نہ کرنا کشیدگی کا باعث بنتا ہے۔ قاری محمد زوار بہادر نے کہا کہ علماء اہلسنت نے ہمیشہ عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانیت کا تعاقب کیا ہے جو آئندہ بھی جاری رہے گا۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے کہا کہ موجودہ حکومت قادیانیوں کو پروموٹ کر رہی ہے اور دین دشمنی کا مظاہرہ کر رہی ہے جس کا تمام مکاتب فکر کو فوری نوٹس لینا چاہیے۔ مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ اقتدار کے ایوانوں میں دستور کی اسلامی دفعات خصوصاً امتناع قادیانیت ایکٹ اور قانون تحفظِ ناموسِ رسالت کے خلاف خطرناک سازشیں ہو رہی ہیں۔ جن کو بے نقاب کرنا ہم سب کی ذمہ داری اور وطن سے محبت کا تقاضا بھی۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام تحریک ختم نبوت کی بانی جماعت ہے، ہم شہداء ختم نبوت کے خون کے وارث ہیں اور اس قافلے کو منزل پر پہنچا کر دم لیں گے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے مسجد شہداء ساہیوال میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نئی نسل کے ایمان و عقیدے کو بچانے کے لیے ہمیں اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی استعمار اور سامراجی قوتیں وطن عزیز پاکستان کی اسلامی شناخت کو مٹانے کے درپے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے خلاف ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکیں کامیاب ہوئیں جن کے اہداف کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ بعد ازاں انہوں نے مدرسہ عبداللہ بن عمر رحیمیہ اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں شہداء ختم نبوت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ساہیوال کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا اور جامعہ

رشید یہ نے تحاریک ختم نبوت میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ۲۶/ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو قاری بشیر احمد حبیب شہید اور اظہر رفیق شہید نے اپنے خون سے تحریک تحفظ ختم نبوت کی آبیاری کی اور قادیانی ارتداد کا راستہ روکا۔ انہوں نے کہا کہ ساہیوال کی قادیانی عبادت گاہ جو ۲۶/ اکتوبر ۱۹۸۴ء سے سیل ہے اس کو کھلوانے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔ مجلس احرار اسلام سندھ کے امیر مفتی عطاء الرحمٰن قریشی نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت وختم نبوت کا دفاع امت چودہ صدیوں سے کرتی چلی آ رہی ہے اور اسی میں ہماری بقا مضمر ہے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں آمدہ اطلاعات کے مطابق کراچی، رحیم یار خان، خانپور، ملتان، چیچہ وطنی، چناب نگر، چنیوٹ، فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ، ناگڑیاں، گجرات، کمالیہ، بوریوالہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، راولپنڈی، اسلام آباد اور تلہ گنگ سمیت متعدد شہروں میں یوم ختم نبوت جوش وخروش کے ساتھ منائے جانے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ مختلف اجتماعات میں ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے، سودی نظام معیشت ختم کرنے، امتناع قادیانیت کے قانون پر عمل درآمد کرانے، مرتد کی شرعی سزا نافذ کرنے، ربوہ کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے اور کشمیر کے مسئلہ پر سفارت کاری کو بہتر طور پر اجاگر کرنے کی قراردادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرارداد میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ لاہور کے مال روڈ کے قریب شہداء ختم نبوت کی یادگار قائم کی جائے اور عقیدۂ ختم نبوت سے متعلقہ آیات قرآنی اور احادیث نبویہ ہر سطح کے تعلیمی نصاب میں شامل کی جائیں۔

لاہور (۷/ ۸ مارچ) تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا مغرب کے کلچرل استعماری اور ان کے دیسی گماشتے آزادی نسواں کے نام پر بے حیائی بلکہ زنا کاری کو فروغ دینے کے مشن پر ہیں۔ مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے قائدین اور مبلغین نے کہا ہے کہ مائی باڈی، مائی چوائس کے نام پر بدقماش اور آوارہ گرد مردوزن پاکستان کی عصمت مآب ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ مغربی کلچر اور بین الاقوامی این جی اوز کے فنڈ کے ذریعے ہو رہا ہے۔

قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے اس موقع پر اپنے بیان میں کہا ہے کہ عورت ایک مقدس رشتے کا نام ہے لیکن حکمرانوں اور رولنگ کلاس کی مرعوبیت اور سیاسی مفادات نے یہ دن دکھایا ہے کہ عورت کو مارکیٹ کی جنس بنا کر رکھ دیا ہے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ میرا جسم میری مرضی کے نعرے کے پیچھے بے حیائی اور حرام کاری کو پروموٹ کرنے والے عناصر ہیں۔ جن کو قانون کے ذریعے لگام دینے کی بجائے آزادی دی جا رہی ہے۔ جو نہ صرف ریاست مدینہ کے نعرے کے ساتھ مذاق ہے، بلکہ قیامِ ملک کے مقصد اور بانیانِ پاکستان کے فرمودات کی نفی بھی ہے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے رہنماؤں نے مختلف مقامات پر عالمی یوم خواتین کے موقع پر ہونے والی ہلڑ بازی پر ردِ عمل دیتے ہوئے کہا کہ حیاء عورت کا زیور ہے اور عورت کو جو مقام دین اسلام نے عطا فرمایا ہے، وہ دنیا میں کہیں بھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلے بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور ان کی پیدائش کو نحوست قرار دیا جاتا تھا جبکہ اسلام نے ان کو عزت واحترام بخشا۔ انہوں نے کہا کہ مغرب زدہ خواتین عالمی استعماری ایجنڈے کے تحت عورت کو رسوا کر کے جنسی بے راہ روی اور زنا کاری کا لائسنس دلوانا چاہتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام نے عورت کو اپنے والدین اور اپنے خاوند دونوں گھروں سے

وراثت کی حقدار ٹھہرایا ہے۔ جبکہ آج کا مغرب زدہ معاشرہ بیوی کو حق مہر، بہن کو اس کا حصہ اور بیٹی کو اس کی وراثت دینے سے عملاً انکاری ہے۔ اسی لیے خاندانی جھگڑوں نے معاشرے کے سسٹم کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ آزادئ نسواں کے نام پر بے حیائی و بے غیرتی کو فروغ دینے والی این جی اوز اور سرکاری بیگمات کو لگام ڈالی جائے

ملتان (۱۳؍مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد ونظریات نے خود قادیانیوں کو امت مسلمہ سے الگ کیا تھا۔ اب اسلام کا نام لے کر قادیانی دنیا کو دھوکہ دینا بند کر دیں اور اپنی دینی و آئینی حیثیت کے اندر رہیں۔ وہ بورے والا کے چک نمبر 251-EB (مذہبیاں والا) میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی فتنے کو برصغیر کے مسلمانوں میں افتراق وانتشار پیدا کرنے اور جہاد کی نفی کے لیے کھڑا کیا گیا تھا۔ استعمار کا لگایا ہوا یہ پودا ڈگمگا رہا ہے اور آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ انہوں نے سامعین اور کارکنانِ احرار کو ترغیب دی کہ اسلامی حمیت کو اجاگر کریں اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ ودفاع کے لیے نسل نو کی فکری بنیادوں پر تربیت کریں۔

لاہور (۱۵مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد ہماری وراثت اور دینی فریضہ ہے، مجلس احرار اسلام عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے پرامن آئینی جدوجہد جاری رکھے گی۔ سید محمد کفیل بخاری نے مرکزی دفتر احرار لاہور میں مجلس احرار اسلام وسطی اور اپر پنجاب کے کارکنوں کے دوروزہ تربیتی اجتماع کی اختتامی نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حالات کے نشیب وفراز کے باوجود مجلس احرار اپنے دینی اہداف کی طرف عزم واستقامت کے ساتھ مصروف عمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت کے ذمہ داران اپنے فرائض کا احساس کرتے ہوئے جماعتی نظم کو مضبوط کریں۔ مجلس احرار اسلام کا ماضی تاریخ کا روشن باب ہے۔ مجلس احرار اسلام کے ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ احرار کی نوے سالہ تحریک نے برطانوی سامراج کو ہندوستان سے نکال باہر کیا اور منکرین ختم نبوت کو اپنے انجام تک پہنچایا۔ تربیتی اجتماع سے میاں محمد اویس، ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار، حاجی عبدالکریم قمر، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا تنویر الحسن احرار اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ جبکہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ جو تربیتی اجتماع میں شریک نہیں ہوسکے نے تربیتی اجتماع کے شرکاء کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ کارکن عزم وہمت اور حوصلے کے ساتھ تحریک قیام حکومت الٰہیہ اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کو آگے بڑھانے والے بن جائیں اور مشکلات کا دیوانہ وار مقابلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں اتحادیوں کی شکست اور امریکی انخلاء اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ فتح آخر کار حق کی ہوئی، اور جو وعدے اللہ نے اپنے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فرمائے تھے وہ سب پورے ہوئے۔ دوروزہ تربیتی نشست کے شرکاء نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ قیام حکومتِ الٰہیہ اور تحفظِ عقیدہ ختم نبوت کی جدوجہد کو ہر مشکل کے باوجود جاری وساری رکھیں گے اور کسی قسم کی کوتاہی کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ ان شاءاللہ۔

لاہور (۱۶؍مارچ) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے ملعونہ آسیہ مسیح کا فرانس میں بیٹھ کر قانون توہین رسالت کے خلاف مہم جوئی کا اعلان انتہائی گستاخانہ اور اشتعال انگیز قرار دیا ہے ہائی کورٹ کے فیصلے کے برعکس فیصلہ کروانے اور آسیہ کو باہر بھجوانے والی قوتیں اور ان کے معاونین اس مہم جوئی کے پوری طرح ذمہ دار ہیں۔ ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیر عبداللطیف خالد چیمہ نے آسیہ مسیح کے چینل ۹۴ کو حالیہ انٹرویو اور بیانات پر اپنے تبصرے اور ردعمل میں کہا ہے کہ ایک

طویل دورانیے والی مہم کے ذریعے پاکستان سے ۲۹۵سی کو ختم کروانے کا جو سلسلہ امریکہ اور استعماری قوتوں نے شروع کیا تھا آسیہ مسیح کیس کو ابتداء سے لے کر اب تک اس کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آسیہ مسیح کی فرانسیسی صدر ایمانوئل میکرون سے ملاقات کرائی گئی اور آسیہ کی پناہ کی درخواست کی منظوری بھی دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ آسیہ مسیح کا ناموسِ رسالت کے تحفظ کا قانون تبدیل کرنے کا مطالبہ انتہائی اشتعال انگیز ہے۔ انہوں نے کہا کہ آسیہ نے فرانسیسی جریدے کو انٹرویو میں یہ بھی کہا کہ ''کسی کو بھی توہین رسالت کے ارتکاب پر سزا نہیں ہونی چاہیے میرے خیال میں اسلام میں اصلاح کی ضرورت ہے۔'' آسیہ مسیح کی زبان سے یہ جملہ کہلوانے والے ارسطو شاید اسلام کو بھی اپنے مصنوعی خداؤں کے جعلی مذاہب جیسا سمجھ رہے ہیں۔ اسلام ایک لا، زمانی حقیقت ہے، جس کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے والوں کا مقام تاریخ کا کوڑا دان ہے۔

لاہور (۱۹؍مارچ) عالمی مجلس احرار اسلام، تحریک تحفظ ختم نبوت، مجلس خدام صحابہ، تحریک طلباء اسلام اور دیگر جماعتوں کے قائدین اور رہنماؤں نے سیرت سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے حوالے سے مختلف مقامات پر منعقدہ نشستوں میں اپنے بیانات میں کہا ہے کہ خلیفۂ راشد و عادل ششم سیدنا امیر معاویہؓ کا دور اسلامی آئیڈیل پر حکومت کا ایک شاندار دور تھا۔ جس میں کلمۃ اللہ پوری طرح نافذ و غالب تھا اور اسلامی اصولوں کے عین مطابق کار حکومت انجام دیئے جاتے تھے۔

قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ۶۴ لاکھ مربع میل پر حکومت کرنے والے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی بھی تھے اور راز دان رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ سیدنا امیر معاویہؓ کے دور حکومت کے کارناموں کو تاریخ میں محفوظ کر لیا گیا ہے اور ان کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت ملی اور انہوں نے عالم کفر پر اسلام کی دھاک بٹھادی۔ دیگر رہنماؤں اور مبلغین نے کہا ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بخشے بخشائے ہیں۔

لاہور (۱۹؍مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ کرونا وائرس جیسی وبائی بیماری رجوع الی اللہ سے ہی ختم ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مساجد و مدارس کو بند کی بجائے ان مقامات پر رجوع الی اللہ اور استغفار کا اہتمام کیا جائے تا کہ ہم ان وبائی بیماریوں سے نجات پا سکیں۔ انہوں نے عوام الناس سے اپیل کی کہ وہ اس وائرس کیخلاف حکومتی اقدامات اور احتیاط میں اپنا حصہ ڈالیں۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ کرونا وائرس سے پیدا ہونے والی صورتحال کے پیش نظر تمام اجتماعات و تقریبات منسوخ کر دی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ الہامی احکامات اور اسلامی تعلیمات سے روگردانی کی وجہ سے اسے اللہ کی تنبیہ سے تعبیر کرنا چاہیے اور صرف مسلمانوں کو نہیں پوری انسانیت کو اللہ کے احکامات اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر مشکلات سے نجات حاصل کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ یہ ملک اسلام کے نفاذ کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اس لیے یہاں اسلام اور قرآن کا نظام نافذ ہونا چاہیے۔

مسافرانِ آخرت

☆ مجلس احرار اسلام کلورکوٹ کے امیر حافظ محمد سالم کی والد مرحومہ، انتقال: ۲۲؍فروری ۲۰۲۰ء

☆ ممتاز صحافی جناب سیف اللہ خالد (راولپنڈی) کی خوش دامن کا ۲۶؍فروری کو لاہور میں انتقال کر گئیں۔

☆ روزنامہ اوصاف ملتان کے چیف رپورٹر رفیق قریشی کی والدہ مرحومہ، انتقال: ۱۸؍مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۲۲؍رجب ۱۴۴۱ھ

☆ چیچہ وطنی کے مشہور میزبان احرار رضوان الدین احمد صدیقی اور سراج الدین احمد صدیقی مرحومین کے بھائی شمس الدین احمد صدیقی ۱۹؍مارچ جمعرات کو طویل علالت کے بعد کراچی میں انتقال کر گئے، مرحوم شمس الدین احمد صدیقی ۱۹۷۰ء کی دھائی میں تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے متحرک کارکن رہے، ادارہ نقیب اور کارکنان چیچہ وطنی نے جناب جمال الدین احمد صدیقی (کراچی)، جناب صلاح الدین احمد صدیقی (چیچہ وطنی)، جناب نظام الدین احمد صدیقی (کراچی)، جناب سلمان احمد صدیقی (کراچی) اور دیگر اعزہ سے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

☆ حافظ محمد شریف منچن آبادی رحمہ اللہ ۸؍شعبان ۱۴۴۱ھ مطابق ۲؍اپریل ۲۰۲۰ء کو طویل علالت کے بعد چنیوٹ میں انتقال کر گئے۔ حافظ صاحب ایک تاریخ تھے۔ کم وبیش ۵۵ سال کا طویل عرصہ انہیں حمد ونعت ومناقب وعقائد اہل سنت پر مبنی شعر خوانی کی توفیق میسر رہی اور ایک عہد نے انھیں گوشِ شوق سے سنا۔ ان کی پرسوز آواز آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے۔ وہ ہمارے دینی جلسوں کی رونق ہوا کرتے۔ ان کی اپنی ہی طرز اور دھن تھی۔ وہ عصر حاضر کے پیشہ ور گلوکار نعت خواں نہ تھے جو موسیقاروں کی بنی گانوں کی دھنوں پر مشق ستم کر کے پیٹ کا ایندھن بھرتے ہیں۔ وہ ایک متقی انسان تھے اور ان کی آواز میں ان کا تقوی جھلکتا تھا۔ کلام کا انتخاب ایسا تھا کہ اشعار میں مقصد اور پیغام ہوتا۔ حافظ صاحب کلام بیچتے نہیں سناتے تھے جو عوام کے دلوں میں اتر جاتا تھا۔ جب تک جیے وضع داری سے جیے اور محبت کے پیغام بر بن کر جیے۔ ان کی اولاد نہیں تھی، مگر اللہ پاک نے زندگی بھر کے عمل صالح کا صلہ یہ دیا کہ ان کے فرماں بردار شاگرد مولانا سیف اللہ خالد چند برس قبل انہیں اپنے مدرسے جامعہ امدادیہ چنیوٹ اپنے پاس لے آئے۔ میاں بیوی دونوں نے اپنے والدین کی طرح حافظ صاحب کی خوب خدمت کی۔ یہ ایک بڑی سعادت ہے جو اللہ تعالی کی توفیق سے انہیں حاصل ہوئی۔

☆ استاذ القراء قاری مفتاح الاسلام (صدر شعبہ تجوید، جامعہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ وخلیفہ مجاز حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم) کے بھائی جناب قاری مصباح الاسلام (ٹیکسلا)۔ انتقال: ۳؍اپریل ۲۰۲۰ء۔

☆ حضرت مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند جناب مولانا محمد رفیع۔ ۵؍اپریل ۲۰۲۰ء کو سرگودھا میں انتقال ہوا۔

☆ جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال کے سرپرست اعلیٰ حضرت پیر جی عبدالجلیل رائے پوری مدظلہ کے بیٹے قاری خلیل الرحمٰن طویل علالت کے بعد ۵؍اپریل ۲۰۲۰ء کو انتقال کر گئے۔

☆ دفتر احرار چیچہ وطنی کے معاون شاہد حمید کی خالہ ساس (فیصل آباد) اور کزن محمد سلطان (کامونکی) میں انتقال کر گئے۔

☆ چیچہ وطنی میں دارالعلوم ختم نبوت کے معاون چودھری محمد ارشاد (حسن ٹاؤن) کے بھانجے سجاد احمد گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ ☆ گزشتہ ماہ والدہ مرحومہ شیخ محمد شفیق، شیخ محمد سعید، عثمان آباد، ملتان میں انتقال کر گئیں۔

قارئین سے التماس ہے کہ رحلت کر جانے والے اہلِ ایمان کے لیے مغفرت اور ورثاء کے لیے صبر جمیل اور نعم البدل کی دعا سے مدد فرمائیں۔

مدرسہ معمورہ (رجسٹرڈ)

بانی ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

MADRSAH MAMURAH

DAR-E-BANI HASHIM, MEHRBAN COLONY, MULTAN.(PAKISTAN)

(RM/01/2014-15/184)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان | 0300- 6326621 061- 4511961 | قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

مکرم ومحترم جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ مع الخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں، صحت وسلامتی عطاء فرمائیں اور دنیا وآخرت میں اپنی رضا نصیب فرمائیں۔ (آمین)

"مدرسہ معمورہ" ملتان، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے۔ جسے حضرت کے سالِ وفات 1961ء میں آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے قائم فرمایا۔ اور اب ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اس ادارے کی سرپرستی فرمارہے ہیں الحمدللہ! اس دینی ادارے میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظِ قرآن، تعلیم حدیث وفقہ اور دین کی اشاعت وتبلیغ کا کام جاری ہے اور سینکڑوں طلباء حفظِ قرآن کی نعمت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

★ جنوری 2004ء میں اللہ کی توفیق سے مدرسہ سے ملحق ایک کنال پر مشتمل عمارت خریدی گئی لیکن اس سے طلباء کی درس گاہوں اور رہائش کی ضرورت پوری نہیں ہورہی تھی۔ طلباء کی تعداد میں اضافے کے پیشِ نظر دو کروڑ روپے کی لاگت سے بیسمنٹ، دار القرآن، دفاتر اور لائبریری پر مشتمل چار منزلہ عمارت کی تعمیر الحمدللہ مکمل ہو چکی ہے۔ جبکہ دار الحدیث اور درجہ کتب کی دیگر درسگاہوں کی تعمیر باقی ہے۔ مدرسہ معمورہ اور جامعہ بستان عائشہ کی الگ الگ نئی عمارتوں کی تعمیر پر تقریباً پانچ کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔

"جامعہ بستانِ عائشہ" 1990ء میں جامعہ بستانِ عائشہ قائم کر کے بچیوں کی تعلیم کا آغاز کیا گیا جس میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظِ قرآن، درس نظامی، میٹرک اور تعلیم بالغاں کے شعبوں میں چار سو طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے اپنا رہائشی مکان مدرسہ کے لیے وقف کیا جسے گرا کر جامعہ بستانِ عائشہ کی تعمیر جدید کی گئی۔

مدرسہ کا ماہانہ خرچ (10,00,000) دس لاکھ روپے اور سالانہ بجٹ تقریباً (12,000,000) ایک کروڑ بیس لاکھ روپے ہے۔ تعمیرات کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔ تدریسی وغیر تدریسی عملہ کی تنخواہیں، طلباء کی درسی کتب، خوراک، لباس، علاج، ماہانہ وظائف مدرسہ ادا کرتا ہے۔

آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی زکوٰۃ وصدقات، فطرانہ، عشر اور عطیات مدرسہ معمورہ کو عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کو قبول فرمائے اور اس صدقۂ جاریہ کا بیش بہا اجر آپ کو عطا فرمائے۔ (آمین)

☆ آپ پہلے بھی تعاون فرماتے ہیں مگر موجودہ حالات اور مشکلات کا تقاضا ہے کہ اس مرتبہ زیادہ توجہ فرمائیں اور تعاون میں اضافہ فرمائیں۔

گندم کا موسم شروع ہے۔ مدرسہ میں تقریباً سالانہ 1000 من گندم خرچ ہوتی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ گندم کا عشر زیادہ سے زیادہ عنایت فرمائیں۔ امید ہے آپ اس خالص دینی درخواست کو قبول فرمائیں گے۔ تعاون آپ فرمائیں، دعا ہم کریں گے اور اجر اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

والسلام
سید محمد کفیل بخاری
نائب مہتمم مدرسہ معمورہ

ترسیل زر کے لیے:

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ

بنام مدرسہ معمورہ، کرنٹ اکاؤنٹ نمبر

5010030736200010 برانچ کوڈ 0729

دی بینک آف پنجاب، کچہری روڈ ملتان

بذریعہ منی آرڈر: سید محمد کفیل بخاری، ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان 0300-6326621 , 061-4511961

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد